بمنہ وکمالہ وکرمہ

تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم

مرآت حالات شرفائے خاندانی آئینہ کوائف نجبائے دودمانی

جامع انساب سادات نقوی البخاری

مسمّی بہ

مرآت جلالی

جلد اوّل

مصنفہ سید خلیل احمد صاحب بخاری حسامی منڈاروی الہ آبادی

مصنف مثنوی گلزار خلیل و شجرہ عالم

سنہ ۱۹۱۸ء

باہتمام مولوی حکیم منشی رمضان علی صاحب مالک مطبع

اسرار کریمی پریس الہ آباد میں چھپی

قیمت فی جلد عہ

اللہ اکبر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخذ سار ورد ضار ایسے دو اصول ہین جو اس خمیر ہار وطین کی ہستی پر جب سے کہ وہ گلشن بیخزان فردوس سے چمن زار فنا و بقا مین آیا متصرف ہوئے اور جب تک ظلمت کدہ جسم مین مشعل روح ضیا بار ہے انکا تصرف ہمین رہیگا۔

یہی وہ قوتین ہین جو خلافتہ الاوفق مین اوسکی اعانت کرتی ہین۔ اوران الارض یرثہا عبادی الصالحون کا مصداق بناتی ہین۔

تنازع للبقا اسی تصویر کا دوسرا رُخ ہے۔ بلکہ ایک امتحان ہے جس مین کامیابی و ناکامی کا مدار انہین دو استعداد کے افراط و تفریط پر منحصر ہے۔

اگر ایک اہل نظر ان متعدد انقلابات پر (جو انہین دو استعداد کے افراط و تفریط کے نتائج ہین) نگاہ اعتبار ڈالے تو وہ ایک عمدہ و معقول سبق حاصل کرسکتا ہے لیکن انکی بوقلمونی معمولی نظر کو اکثر خیرہ کردیتی ہے اسلئے اگر وہ اسی طرز عمل پر لیکن محدود انداز مین کاربند ہو اور محض اپنے ہی آبا و اجداد و اسلاف کے قابل تقلید کارنامونکا مطالعہ کرے تو شاہ راہ استفادہ مین اُسکا پائے طلب منزل مقصود تک پہونچنے مین کامیاب ہوگا۔

اس ناچیز تصنیف سے میرا یہی مقصد ہے۔ اور اسی بات کا اظہار منظور ہے کہ۔

عجب است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درآ۔ تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بچمن درآ۔

چونکہ انساب کی محض سادہ شاخدار شجرہ سے ایسے مفید و ضروری طرز کا مجملاً اظہار غیر مفید نظر آیا اسلئے میرا ارادہ ہوا کہ مین تاریخ و سلسلہ خاندانی سے ایک ایسا گلدستہ بناؤن جسکی سہاونی خوشبو و معطر مجموعہ سے موجودہ نسل وہی حظ حاصل کرے جو کارامد ہو اور وہی نتیجہ مترتب ہو جیسا کہ ایسے سخت و انتخابی محنت سے میرا منشا ہے۔ اور مین اپنے قوم کو ایک ایسے راز دیرینہ سے واقف کرنیکی کوشش کرون کہ جس سے مثل سابقین ہم دوسرونکے عزیز اور دوسرے ہمارے محبوب و ہمدرد بنین۔ اور یہہ کہ موجودہ نونہالونکو ایک ایسے عجائب خانیکی سیر کراون جہان انسانکے فطری و خلقی افعال حسنہ کی جگمگاتی تصویرین اویزان ہون۔ وہ کون سے انسانونکے مرقعونکی زیارت مقصود ہے۔ اپنے ہی بزرگ اسلاف اجداد کی جنکے ہاتھون مین علم و حمیت و حب قومی و ہمدردی و قابل تقلید کارنامونکے سارٹیفکٹ ہونگے۔ جسکے ملاحظہ و مطالعہ سے ہماری موجودہ و اایندہ نسلین اپنے قوم کے لئے ایسی مفید ہونگی۔ جو اوصاف بشریت کا مقتضی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ اونکو اسلاف مقدس کی زیارت کا موقع دون اونکے کارنامے دکھلاؤن۔ اونہین بزرگونکے علوم و فنون و ہنرمندی و اعلی کریکٹر کا دلکش نظارہ پیش نظر کرون تاکہ رگون مین جوش۔ ذہن مین جودت دماغ مین حس طبیعت مین ولولہ موجزن ہو جاوے۔

اگر مین زیر مطالعہ کتب فارسی و عربی کی عبارتون کی بجنسہ نقل کرنے پر اکتفا کرتا تو علاوہ سراسر غلطی کرنے کے مین مناسب محنت سے بخل کرکے ایک بڑے گروہ اردو دانونکو ایسے گران بہا ہدیہ سے محروم کرنیکی کوشش کرتا۔ تاریخ مراۃ جلالی کو عام فہم و سلیس اردو مین لکھنا اسوجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ ہر خواندہ مروجہ مادری زبان کے

توسط سے فیضیاب ہو۔ اور کم لیاقت اور ناخواندے اور نیز وہ بچے جو تحصیل وطلب علم مین کوشان مین اور جنپر ترقی قومی کی امید کا دارمدار ہے اسانی سے سمجھ سکین۔ اسلئے مقفی ومسجع عبارتون اور رنگین و پیچیدہ مضامین نیز الجھے ہوئے فقرون سے قصداً پرہیز کیا گیا۔

مخمس جناب مسٹر محمد ہادی صاحب کلکٹر

سیدہی ہے روش اپنی اور طرز سخن سادہ
رندونکا نہ میخانہ ہے عابد کا نہ سجادہ
وہ گل ہے نہ وہ بلبل وہ جام نہ وہ بادہ
احسان ہے سننے پر ہو جائین جو آمادہ
لیلائے فصاحت کے زلفونکے یہ شیدائی

نقادان فن واہل بصیرت سے التماس ہے کہ میری کم علمی وبیکمالی پر نظر نہ فرمائین جہان پر لغزش یا غلطی نظر سے گذرے اوسکی اصلاح فرماکر اپنے کارآمد بنالین۔

عبدلہٗ

سید خلیل احمدؐ انسپکٹر پنشنر بخاری حسامی

موضع ڈاکخانہ منڈارہ ضلع الہ آباد

فہرست کتب معتبرہ جن سے مضامین کا اقتباس ہوا

نمبر	نام کتاب		نمبر	نام کتاب
۱	تاریخ فرشتہ قلمی		۱۶	لطایف اشرفی
۲	تاریخ فتوحات فیروز شاہی		۱۷	تاریخ آئینہ اودھ
۳	کنز الانساب معہ بحر الانساب مطبوعہ		۱۸	ترجمہ سفرنامہ ابن بطوطہ
۴	تاریخ عماد السعادت	”	۱۹	” سیر الاقطاب
۵	تذکرۃ السادات	قلمی	۲۰	تاریخ تحقیقات چشتی
۶	منبع الانساب	”	۲۱	تاریخ کڑا و مانکپور
۷	تاریخ بحر زخار	”	۲۲	تاریخ مراۃ الانساب
۸	تاریخ مراۃ الاسرار	”	۲۳	نقل ڈگری مسٹر جارج اسٹاک ڈیل صاحب کمشنر الٰہ آباد
۹	تاریخ سیر المتاخرین			
۱۰	تاریخ مراۃ الکونین		۲۴	روزنامچہ مرتبہ حافظ سید نور الدین محمد صاحب منڈاروی
۱۱	اخبار الاخیار			
۱۲	تاریخ خزینۃ الجلالی			
۱۳	تاریخ خزینۃ الاصفیا			
۱۴	سفینۃ الاولیا			
۱۵	خزائن الاسرار			

فہرست مضامین کتاب ہذا

باب اوّل۔ تذکرہ سادات بخاری

نوٹ:- چونکہ سادات بخاری کا سلسلہ نسب حضرت سید جلال الدین میر سُرخ بخاری سے منسوب ہے۔ لہٰذا تاریخ ہٰذا کا آغاز انہیں بزرگ کے مقدس نام سے کیا جاتا ہے۔

حضرت سید جلال الدین میر سُرخ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا نسب

نام۔ جلال الدین۔ کنیت ابواحمد۔ القاب میر سُرخ و شریف اللہ و میر بزرگ و مخدوم اعظم جلال اکبر۔ عظیم اللہ و شیر شاہ۔ آپکے والد ماجد کا نام سید ابوالموئید علی بخاری تھا۔ جو محمود شاہ والی توران کے داماد تھے۔ آپکا سلسلہ نسب نو واسطوں سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اسطرح ملتا ہے مخدوم حضرت سید جلال الدینؒ بن سید ابوالموئید علی بخاری بن سید جعفرؒ بن سید محمدؒ بن سید محمودؒ بن سید احمدؒ بن سید عبداللہؒ بن علی اصغرؒ بن جعفر تواب بن حضرت امام علی نقیؑ علیہ السلام۔ یعنی مخدوم صاحب اور امام حضرت علی نقی علیہ السلام کے درمیان آٹھ پشت کا واسطہ ہے۔

*حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا شجرہ نسب باتفاق جملہ مورخان اسلام جناب حضرت آدم صفی اللہ تک اسطرح پہونچتا ہے۔ حضرت امام علی نقی بن امام جواد التقی بن امام موسی رضا بن امام موسی الکاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن جناب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد دوم بن عدنان دوم بن اُدوم بن اُدد بن ہمسیع بن

سید علی اصغر کے دو صاحبزادے تھے سید عبداللہ و سید محمد اسمعیل۔ سید عبداللہ جد سادات عظام بخاری و سید محمد اسمعیل جد سادات بھکری۔ سید عبداللہ شہر سامرہ سے ترک سکونت کرکے مشہد مقدس مین قیام پذیر ہوئے۔ اونکے پوتے سید محمود مشہد مقدس سے برداشتہ خاطر ہوکر شہر بخارا آئے سید محمود کے بھائی جنکا نام علی تھا اور جو جد حضرت محبوب الہی کے ہین وہ بھی ہمراہ تھے۔ خزینۃ الاصفیا

سید محمود کے تین صاحبزادے سید محمد و سید علی و سید صفی اللہ تھے۔ سید محمد سے سید جعفر پیدا ہوئے۔ یہ مخدوم صاحب کے جد عالی تبار تھے۔ سید جعفر سے سید ابوالموید علی بخاری پیدا ہوئے۔ یہ محمود شاہ والی توران کے دختر نیک اختر سے کتخدا ہوئے۔ اوس عفیفہ کے بطن طاہر سے آفتاب برج کرامت ماہتاب سپہر سیادت۔ تخت نشین اقلیم طریقت و خدیو ملک معرفت حضرت سید جلال الدین میر سرخ ۵۹۵ھ مین پیدا ہوئے۔ جنکے نام نامی سے تاریخ ہذا کا آغاز ہوا۔ اور انہین کے برکت انفاس سے انشاءاللہ تاریخ ہذا اختتام کو پہونچکر مقبول عام ہوگی

سلامان بن نالط بن حمل بن معد اول بن عدنان اول بن اود بن المسیح بن سلامان بن عوض دوم بن برو بن تساویل بن ابی العوام بن ناسل بن جسرا بن یلدرم بن بدلان بن کالح بن فاجم بن ناحور بن ماحی بن عسقی بن عنف بن عبید بن الرعا بن حمران بن یسین بن ہری بن بحری بن لجی بن ارعو بن عنقا بن حسان بن علیسی ابن اوفتاد بن ابہام بن معصر بن ناجب بن زراح بن سماے بن مہر بن عوص اول بن عوام بن قیدار بن حضرت اسمعیل ذبیح اللہ بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ بن تارخ یا آذر بن ناحور بن ساروح بن ارعو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن حضرت سام علیہ السلام بن حضرت نوح نجی اللہ بن لمک بن متوسلخ بن حضرت ادریس علیہ السلام بن بارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن حضرت شیث علیہ السلام بن حضرت ابوالبشر آدم صفی اللہ۔

تعلیم وتربیت ومناکحت

ابتدائی تعلیم آپ کی شہر بخارا مین ہوئی۔ صاحب خزینۃ الاصفیا کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپکا حافظہ اس بلا کا تھا کہ تھوڑی مدت مین آپ نے علوم مروجہ حاصل کرلیا۔ بعد فراغت علوم درسی فن حرب۔ شہسواری وغیرہ مین پوری مہارت حاصل کی اور جن علوم وفنون کا حاصل کرنا اوس زمانہ مین ایک شاہزادے کے لئے مناسب وضروری تھا اوسکی تعلیم تکمیل تک پہونچائی۔

ایام شباب ہی مین آپ شاہی نظام وملکی امور ومعاملات رفاہ عام۔ اصول مُدن کے رازونسے واقف اور باخبر ہوئے۔ ترکستانی ریاستونکے شیرازہ نظم ونسق کو ازسرنو مضبوط کیا۔

آپ کی شادی دختر شاہ بخارا سے ہوئی جو آپ کے ماموں تھے۔ سید علی وسید جعفر دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ جنکے حالات واعقاب کا تذکرہ آیندہ تحریر ہوگا۔

سیاحت۔ اور وطن کی واپسی بخارا سے ہندوستان آنا۔ بعد بیعت مستقل قیام ہندوستان مصنف

کتاب خزینۃ الاصفیا نے بحوالہ کتاب مظہر جلالی جو مختصر حالات آپ کے سیاحت کے تحریر کئے ہین اوس سے واضح ہوتا ہے کہ سب سے اول آپ بخارا سے نجف اشرف تشریف لیگئے۔ اور روضہ شیر خدا جناب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے فیض باطنی حاصل کرکے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور بعد زیارت روضہ نبوی عازم ملک شام ہوئے۔ شہر دمشق مین چندے قیام پذیر رہکر بیت المقدس آئے نہ صرف روضہ حضرت سُلیمان علیہ السلام پر بہت دنون تک جاروب کشی کرتے رہے۔ بلکہ اکثر پیغمبران مرسل کے رُوضہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے پھر شام سے مدینہ منورہ ہوتے ہوئے مکہ معظمہ آئے۔ بعد آدائے مناسک حج دوطن کو لوٹے جب شہر بخارا پہونچے۔ تو یہان کچھ اور ہی سامان نظر آیا۔ خسر اور بیوی کا

انتقال ہو چکا تھا۔ عنان سلطنت دوسرونکے ہاتھ مین جا چکی تھی۔ لہذا بخارا سے دل برداشتہ ہو کر عازم ہندوستان ہوئے کابل مین چندے قیام رہا۔ مگر وہان کے وحوش صفت و بہائم سیرت باشندونکی جب صحبت پسند خاطر اقدس نہ ہوئی تو کابل سے راہ کی صعوبت برداشت کرتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے۔ اور اوس مقام پر فروکش ہوئے جہان اب شہر جنگ آباد ہے۔ یہان کی دلچسپ مناظر و فرحت افزا مقامات آب وہوا پسند خاطر ہوئی۔ وہان پر چند مکانات بنوائے۔ اس سفر مین آپ کے دونون صاحبزادے ہمراہ تھے۔ رفتہ رفتہ آبادی بڑھتے بڑھتے اب یہ ایک خاصہ شہر ہو گیا ہے۔ خزینتہ الاصفیا جلد دویم۔

حضرت* بہاوالدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ اوسوقت شہر ملتان مین زیب دہ مسند خاندان عالی سہروردیہ تھے طالبان حق دور دور سے آکر فیضیاب ہوتے تھے جب شہرہ آپکے کمالات کا زیادہ ہوا تو مخدوم صاحب بھی ملتان جاکر بہ طیب خاطر مرید ہوئے۔ اور خلافت عام

---

*حضرت بہاوالدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ شیخ اسدی تھے۔ آپکا شجرہ نسب عبدالعزی بن قصی تک اسطرح پہونچتا ہے۔ حضرت بہاوالدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ بن مولانا وجیہ الدین بن کمال الدین بن محمد بن ابی بکر بن علی بن محمد بن حسین بن عبداللہ بن مطرف بن خزیمہ بن خادم بن المطرف بن عبدالجبار بن عبدالرحیم بن عبدالرحمان بن عباد یا مہیار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ آپ کے پیر طریقت حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی تھے۔ جو خاندان سہروردیہ کے نامور پیر طریقت تھے۔ آپ کا مزار پرانوار شہر ملتان مین ہے۔ مخدوم حسن بخش قریشی اسدی اسوقت خانقاہ کے متولی و سجادہ نشین ہین۔ اور یہ شیخ الشیوخ کے اولاد سے ہین۔ مولانا حضرت محمد اسمٰعیل قریشی رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت بہاوالدین ذکریا رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے بہ ایمائے غیبی عازم الہ آباد ہوئے۔ اور موضع بمرولی پرگنہ چائل مین قیام فرماکر مجاہدہ نفسی مین مصروف ہوئے۔ ہزارون طالبان حق آپکے فیض باطنی سے مستفید ہوئے۔

اور ولایت اُوجہ[*] کی و خرقہ خاص آپکو ملا۔

مصنف تاریخ فرشتہ نے آپکا حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ سے دست بیع ہونا ایک خرق عادت سے جو شیخ سے صادر ہوئی تھی تاریخ فرشتہ کے اخیر باب مین تحریر کیا ہے جسکو تاریخ خزینۃ الاصفیا و کرامت الاولیا و مراۃ الاسرار کے مصنفون نے بحوالہ تاریخ فرشتہ اپنی اپنی کتابون مین درج کیا ہے۔

آپ ملتان سے اُچھ تشریف لائے۔ اور وہان ایک خانقاہ بناکر زہد و عبادت و مجاہدہ نفسی مین مشغول ہوے جسکا شہرہ دور دور تک ہوا خلایق گروہ کے گروہ آتے تھے اور کفر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۔ مزار آپکا لب گنگ ایک دلکش مقام پر ہے اور ابتک مرجع خلایق ہے۔ آپؒ کی اولاد موضعات بھرولی و شیخپور و میل گانون و نیم سراے و فتحپور پرگنہ چائل ضلع الہ آباد مین آباد ہے۔ موضع بھرولی مین چودہری عبدالمجید و حافظ محمد عمر و محمد خالد و چودہری فصیح الدین و مسیح الدین و محمد حامد پسران چودھری کمال الدین و تفضل حسین و چودہری محمد عیسیٰ و محمد موسیٰ مختار عدالت و خلیل الرحمن و عبیدالرحمن و شفیع الرحمن پسران حاجی محمد عیسیٰ و وحید الدین و عزیزالرحمن و محمد ابراہیم اسوقت تک موجود و زمیندار ہین۔ موضع میل گانو پرگنہ چائل مین انوارالحق و رسول الحق و عبدالغفار و احسان الحق و محمود الحق و وزیر احمد و صی احمد و محمد ذکی و بہاؤالدین و قبول الدین و رحیم الدین و سعید الدین وغیرہ موجود ہین اور موضع نیم سراے مین حافظ قبول الدین عرف بچومیان ہین جو نہایت خوبی کے آدمی ہین۔

وفات حضرت شیخ ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ۶۶۶ھ مین ہوئی۔ لفظ عاشق صادق سے تاریخ وفات نکلی ہے

[*] اوچہ دو ہے ایک قریب ملتان دوسرا ریاست بہاولپور ملک پنجاب مین۔ موخرالذکر مین قبر حضرت سید جلال الدین کی ہے یہ اوچہ سیدان کے نام سے مشہور ہے[*]۔ محمد اسمعیل کے نام کے دو بزرگ اس خاندان مین ہوئے ایک مولانا محمد اسمعیل حضرت بہاؤالدین ذکر ملتانی کے بھتیجے تھے جنکا مزار موضع بھرولی ہے۔ دوسرے عماد الدین محمد اسمعیل جو مخدوم صاحب کے پوتے تھے انکا مزار ملتان مین ہے وہ اسطرف نہین آ

وعصیان سے تائب ہوکر سچے پیرو اسلام ہوتے جاتے تھے۔ تاریخ وعاۃ اسلام جو آیہماے سر سید احمد خانصاحب بہادر لکھی گئی اوس سے واضح ہوا کہ ہندوستان کے کفر وضلالت دور کرنے اور اشاعت دین مبین مین آپ اور آپ کے خاندان والون نے کافی حصہ لیا۔ اون آدمیونکی صحیح تعداد لکھنا غیر ممکن ہے جنہون نے آپ کے وعظ وپند وتلقین وہدایت سے مشرف باسلام ہوکر راہ راست اختیار کی۔ کیونکہ ہر روز گروہ کا گروہ شرف اسلام سے فیضیاب ہوتا تھا۔ اور آپ کے مساعی جمیلہ اور آپ کے خاندان کی کوشش اور جانفشانی سے جنکا رات دن یہی مشغلہ تھا کہ جہانتک ہوسکے گمراہان بادیہ ضلالت کو راہ راست بتلانی چاہئے اور تشنگان دیدار حق کی پیاس چشمہ معرفت سے بجھانی چاہئے ہزارہا مخلوق خدا فیضیاب ہوئی۔

مخدوم صاحب کے خصائل عادات ومذہب کے بارےمین اختلاف راے

قبل اسکے تحریر ہوچکا ہے کہ مخدوم صاحب کے نانا محمود شاہ والی توران تھے اور خالو شاہ بخارا کیونکہ محمود شاہ کی دوسری لڑکی شاہ بخارا سے بیاہی گئی تھی اسلئے مخدوم صاحب نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے چارونطرف شاہی جاہ وحشمت کو پایا۔ بڑے بڑے اوستادان وماہران فن آپکے تعلیم کیلئے مامور تھے۔ علما وفضلا کے گودون مین آپکی پرورش ہوئی اور جب شفیق اوستادون نے دیکھا کہ اونکا شاگرد بڑا ذہین وذکی ہے تو خوب جی لگا کر جو کچھ اونکو معلوم تھا تھوڑے ہی دلون مین سکھلا دیا۔

آپ مین عزم واستقلال۔ راست بازی وشجاعت۔ ادب واخلاق غیرت وحمیت کا حصہ زیادہ تھا نوع انسان کی ہمدردی ودلسوزی کو لازمہ انسانیت جانتے تھے۔ اسلام کے سچے پیرو دیندار متشرع زاہد وبے ریا عابد تھے۔ تملق ظاہر پرستی سے متنفر تھے۔

روزمرہ کے کامون مین سادگی برتتے تھے۔ قناعت وتوکل کے پابند تھے۔ حلیم وغیور و
بردبار تھے۔ کم سخنی وسنجیدگی مزاج مین زیادہ تھی بلاضرورت گفتگو کرنا معیوب جانتے تھے۔
لیکن جب کسی سے گفتگو کرتے تو خندہ پیشانی سے کرتے۔ ملنساری کا یہ عالم تھا کہ جو شخص
ایک مرتبہ بھی آپ سے ملا۔ وہ ہمیشہ کے لئے درم ناخریدہ غلام ہوگیا۔ اولاً آپکو غصہ بہت
کم آتا تھا اگر احیاناً آگیا تو آسانی سے اوسکا فرو ہونا مشکل ہوتا تھا۔

مصنف کتاب کنزالانساب نے لکھا ہے کہ آپ شیعہ تھے اور ہندوستان مین آکر آپ نے
تقیہ کرلیا تھا۔ تاریخ فرشتہ۔ لطایف اشرفی۔ خزینتہ الاصفیا۔ جواہر غیبی۔ بحر زخار۔ مظہر
جلالی سے آپکا حنفی المذہب ہونا پایا جاتا ہے۔

ہم اس بحث پر زیادہ روشنی ڈالکر کسی فریق کا دل دکھانا نہین چاہتے۔ صرف اتنے
ہی لکھنے پر اکتفا کرتے ہین کہ بحالت تقیہ یہ سب مراتب عالیہ ومدارج کاملہ کسیکو کب ملسکتے
ہین۔ آپ صوفی صاف باطن۔ لذات عشق الٰہی کے چاشنی چکھنے والے۔ واقف اسرار
ورموز معرفت تھے۔

تصوف اور اوسکے اصول اور مقاصد

ہمارا ارادہ تھا کہ ہم تصوف اور اہل تصوف پر ایک مبسوط بحث لکھتے اور دکھلاتے
کہ اگلے صوفیاے کرام کا کیا طریقہ تھا۔ اونسے نوع بشر کو کیا فائدہ پہونچا۔ اسلام کی اونھون نے
کیسی خدمتین کین۔ اشاعت اسلام مین اونکی مساعی جمیلہ کس حد تک کامیاب ہوئین
مگر بخوف طوالت اس بحث کو ہم نظرانداز کرتے ہین۔ صرف تصوف کے معنی اور اوسکے
اصول ومقاصد ہی لکھنے پر قناعت کرتے ہین۔

صوفی کے معنی مین اہل لغت کا اختلاف ہے بعضے اسکا مادہ صاف بتاتے ہین

چونکہ یہ گروہ تصفیہ باطنی کیطرف زیادہ متوجہ رہاکرتا تھا اسوجہ سے صوفی کہلایا۔ اور صوفی۔ صافی ایک اصطلاح قرار پائی۔ درحقیقت ارباب تصوف کا اصلی مقصد یہی ہے کہ پہلے اپنے اور پھر دوسرونکے تصفیہ باطنی مین کوشش کیجائے۔

بعض اصحاب اسکا مادہ صُوف بتاتے ہین صُوف اونی کپڑیکو کہتے ہین چونکہ یہہ گروہ شام وعراق مین زیادہ تر صُوف کے کپڑے پہنتا تھا اس وجہ سے اس گروہ کو صُوفی کہنے لگے۔

بعض ماہرین لغت اسکا مادہ صف بتاتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ قیامت کے دن چونکہ انسانی گروہ کی صف بندی ہوگی اور ہر گروہ اپنے اپنے پیشوا کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہوگا اسوجہ سے اس گروہ کو صوفی صف والے کے نام سے موسوم کیا گیا۔

بعض علما اسکو اصحاب صُفّہ سے منسوب کرتے ہین۔

بہرحال اہل لغت اسکے جو معنی قرار دین مگر میرے نزدیک یہہ گروہ صفات متذکرہ کا اہل اور سرچشمہ فیض سرمدی ہے۔

اسکے تین مدارج ہین۔ پہلا درجہ قول۔ اور اسے تقسیم یا مدارج علمی مین علم الاقوال یا فلسفہ تصوف کہتے ہین۔ اسپر زیادہ روشنی ڈالنے مین چونکہ ہم مقصد سے دور جا پڑتے ہین اسلئے اسے ہم اسی جگہہ چھوڑکر دوسرے درجہ پر آتے ہین۔

دوسرا درجہ فعل ہے اور یہ وہ درجہ ہے جسے ہم طریقت کہتے ہین۔ یہان افعال رذیلہ اخلاق حسنہ سے بدل جاتے ہین۔ اور اسی درجہ مین پہونچکر انسان یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ کے خطاب کے قابل ہوجاتا ہے۔

تیسرا درجہ حال ہے۔ جسے حقیقت کہتے ہین اور یہی تصوف کی جان ہے اور اسکے

انکشاف کو معرفت کہتے ہین۔

ان مدارج کا طے کرنے والا انسان۔ انسان کامل۔ اشرف المخلوقات۔ خلیفہ رحمانی مظہر اسرار سبحانی ہوجاتا ہے۔

یہان انسانی حالت مین ایک ایسی عظیم تبدیلی ہوجاتی ہے جو وہم وگمان کی رسائی عقل کے ادراک سے باہر۔ نہ قوت گویائی اوسکو بیان کرسکے۔ نہ چشم ظاہر اوسکو دیکھ سکے۔ نہ خیال کا وہان گذر۔ نہ حواس کا وہان کام۔ نہ من وتو کا وہان کوئی جھگڑا۔ نہ کثرت وودوئی کا کوئی بکھیڑہ۔ یسمع بی وبی یبصر بی کا مصداق ہوجاتا ہے۔

واہ رے مشت خاک تیری علوہمتی۔ اف رے بے پر تیری بلند پروازی۔ ذرہ ہوکر عرش پر پہونچا۔ اور وہان نیر اعظم بنکر چمکا۔ غبار ہوکر ماہی سے ماہ تک گیا اور لامکان کی خبر لایا۔

تیری حقیقت اور برتری کو فرشتے اگر جانتے تو اتجعل فیھا من یفسد کے نعرے نہ بلند کرتے۔ تیری استعداد باطنی کو اگر وہ راندہ درگاہ ایزدی جانتا تو ایک کیا بلکہ سیکڑون سجدے کرتا۔

مخدوم صاحب کا اوچہ سے بھکر جانا۔ ازدواج ثانی۔ سادات بھکری کا نسب نامہ

یہ تحریر ہوچکا ہے کہ مخدوم صاحب نے بحکم اپنے پیر کے اوچہ مین قیام کیا اور وہین ایک خانقاہ بناکر زہد وریاضت مین مشغول ہوئے۔ کچھ دنون بعد بھکر ملک سندہ تشریف لیگئے اور سید بدرالدین بھکری کی دختر بلند اختر سے شادی کی جنکا نام نامی بی بی فاطمہ تھا۔ اور انہین عفیفہ کے بطن طاہر سے سید احمد کبیر رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

مولانا عبدالحق محدث دہلوی ؒ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ یہ ازدواج بحکم حضور نبوی ہوا تھا سید بدرالدین نے عالم رویا میں حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت پاکر اپنی لخت جگر کا عقد مخدوم صاحب سے کر دیا تھا۔ اخبار الاخیار صفحہ ۶۰

سید بدرالدین سادات بھکری تھے جنکا نسب نامہ اسطرح ہے۔ سید بدرالدین بن سید محمد مکیؒ بن سید محامد بن سید احمد بن سید امجد بن سید انور بن سید منور بن افضل بن اکرم بن سید محمد شریف بن اشرف بن سید نصر اللہ بن سید محمد اسمعیل بن علی اصغر بن جعفر تواب بن امام حضرت علی نقی علیہ السلام۔

سید محمد مکیؒ سید بدرالدین کے والد ماجد بغرض جہاد ہندوستان تشریف لائے اور ملک سندھ کو فتح کیا۔ اور جہاں پر اب شہر بھکر واقع ہے قیام پذیر ہوئے۔ آپکے چار صاحبزادے سید صدرالدین و بدرالدین و شمس الدینؒ و سید ماہ تھے۔ جنکے اعقاب ہنوز ملک گجرات مین موجود ہین۔ سید بدرالدین کے شاہ شعبان الملت والدین بیابانی صاحبزادے تھے جو خاندان عالیہ سہروردیہ کے رکن رکین اور آفتاب معرفت تھے۔ اور یہ مقدس بابرکت بزرگ بھکر سے جھونسی* ضلع الہ آباد بحکم مرشد تشریف لائے اور راجہ ہربونگ والی پیاگ سے جو کفر والحاد مین دوسرا فرعون تھا جہاد کرکے فتحیاب ہوئے اور الہ آباد و جھونسی و اطراف اوس دیار کو روشنی اسلام سے منور کیا قبر آپ کی جھونسی مین اسوقت تک مرجع خلایق ہے۔ سید شاہ شعبان الملت والدین کے صاحبزادے کا نام نامی و اسم گرامی سید شاہ محمد تقی الدین رحمتہ اللہ علیہ تھا جو ۔۔۔ھ مین پیدا ہوئے۔

* پرہستان پور عرف جھونسی کا نام آپ نے نام تبدیل کرکے ہادی آباد رکھا۔

قدوۃ العارفین - سراج الاولین - مکشوف الاسرار حضرت سید شاہ تقی* الدین محمد رحمتہ اللہ علیہ -

نام صدر الحق - لقب تقی و متقی - کنیت علی اکبر - تعلیم ابتدائی آپ کی زیر نگرانی آپ کے والد بزرگوار حضرت شاہ شعبان الملت بیابانی کی ہوئی - بعد ازان آپ سیاحت عالم کے لئے روانہ ہوئے - توران و شام وغیرہ ہوتے ہوئے شہر بخارا آئے اور سید محمد بخاری سے مرید ہوکر بارہ برس تک بخارا مین رہے - سید محمد بخاری نے اپنی دختر ماہ رخ بیگم سے آپکا عقد کر دیا - اوسکے بعد آپ عازم ہندوستان ہوئے دہلی مین حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی سے خاندان چشتیہ مین مرید ہوکر خرقہ خلافت حاصل کیا وہان سے جھونسی ضلع الہ آباد اپنے گھر تشریف لاے اور بروز پنجشنبہ ہفدہم ذی الحجہ سنہ ۷۸۵ھ مین راہی ملک بقا ہوئے - قبر آپ کی لب گنگ ہادی آباد عرف جھونسی مین ایک پر فضا مقام پر ہے -

مخدوم حضرت شاہ سید تقی الدین محمد ایک ایسے آفتاب معرفت گذرے جنکی منور شعاعون نے ایک عالم کو روشن کر دیا - انکے فیض و برکت سے بناء کفر ہلگئی - ہزارون گمرہان بادیہ ضلالت نے آپ کے برکت انفاس سے راہ مستقیم اختیار کی طالبان حق جوق جوق آتے اور گوہر مقصود سے اپنا دامن آرزو پر کرتے تھے - الحق کہ مخدوم سید تقی الدین محمد چشم و چراغ خاندان سادات بھکری و فخر دودمان سہروردیہ تھے - جسقدر اونکا گھرانہ اونپر فخر کرے بجا ہے -

بعض تاریخ سے بے بہرہ ناواقفونکو آپ کی سیادت مین شک ہے اونکا خیال ہے کہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے ملفوظ لطائف اشرفی مین تحریر کیا ہے کہ تقی الدین

* سنہ ۱۲۳۰ھ مین شاہ تقی الدین پیدا ہوے سنہ ۱۳۸۴ء وفات پائی فرخ سیر مع عبداللہ خان کی دعاے فتح کے ہے مزار پر ۱۲ - دسمبر سنہ ۱۷۱۲ء کو حاضر ہوا تھا = ڈسٹرکٹ گزٹیر جلد ۲۳ -

حائک بُود۔ اِس سے اونکی سیادت مین شبہ ہوتا ہے۔ مگر اون لاعلمونکو یہ خبر نہین ہے کہ اوس وقت
چار پانچ بزرگ تقی الدین نامی موجود تھے۔ اول شیخ تقی ساکن کڑا جو بہت بڑے زاہد و
عابد کبیر داس کے بھتیجے تھے۔ دوم۔ سید تقی الدین نوحؒ جو حضرت نظام الدین اولیا کے
بھانجے کے لڑکے تھے۔ سیوم مولانا تقی الدین اودہی رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت شیخ نصیر الدین
چراغ دہلوی کے خاندان سے تھے۔ چہارم۔ شیخ تقی الدین ساکن آریل ضلع الہ آباد جو علامہ
دھر اور فاضل اجل تھے یہ اصل مین سندھ کے رہنے والے تھے انکے دادا کا نام شیخ داؤد
تھا اور انہین سے مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ سے مباحثہ ہوا تھا۔ اور شیخ نے تکفیر کا فتوی
مخدوم صاحب پر لکھا تھا۔ انہین کے نسبت مخدوم صاحب نے حائک بُود لکھا ہے در حقیقت
یہ ذات کے جولاہے تھے۔ پانچوین مخدومنا و مولانا حضرت سید شاہ تقی الدین محمد بن
سید شعبان الملت جھونسوی تھے جو سادات بھکری سے ہین۔

چونکہ یہ سب بزرگ ایک ہی نام کے تھے اسیوجہ سے ناواقفون نے بجاے
شیخ تقی الدین ساکن اریل کے سید تقی الدین جھونسوی کو خیال کرلیا۔ فاضل اجل علامہ
بے بدل مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار مین ان پانچون بزرگون کی وضاحت
فرمادی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۰۷ مین تحریر ہے کہ شیخ تقی صاحب تقوی و کرامت بود در کڑا قیام داشت
الاحائک بُود۔ وصفحہ ۹۶ مین تحریر فرماتے ہین کہ تقی الدین نوح پسر خواہرزادہ نظام الدین
اولیا ست وصفحہ ۱۶۱ مین درج ہے کہ تقی الدین اودہیؒ بغایت متقی بُود وصفحہ ۱۰۸ مین ہمارے
مخدوم سید تقی الدین کے بارے مین تحریر فرمایا ہے کہ تقی الدین محمد مردے صاحب حال و
دائم الاستغراق بُود بمراقبہ او را خبرے بچیزے نبود۔

آپ کی حقیقی پھوپھی بی بی فاطمہ کا عقد بحکم* حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

*اخبار الاخیار صفحہ ...

حضرت سید جلال الدین میر سرخ رح کے ساتھ ہوا تو کس طرح آپ کے طہارت نسبی و سیادت
مین شک ہوسکتا ہے۔ آپ کے صاحبزادے سید محمد تھے۔ جنسے سید بہاؤالدین و سید شاہ
شہاب الدین دو صاحبزادے پیدا ہوے۔ سید بہاؤالدین کو آپ نے ولایت اٹک کی
عنایت کی اور سید شہاب الدین کو اپنا جانشین کیا۔ جنکی اولاد مین صاحبان لگراپورہ و
مخدوم پور و پیرزادگان جھونسی ضلع الہ آباد ہین۔ محلہ چک شہر الہ آباد مین میر زاہد حسین مرحوم کا خاندان ہے
جھونسی ضلع الہ آباد مین شاہ عبدالشکور و عبدالرؤف و تونگر شاہ و دوست علی و
فدا حسین وغیرہ اور مخدومپور مین شاہ محمد حنیف و علی حسین اور پورہ شاہ خلیل مین حاجی
سید محمد ظفر شاہ سادات بہاگری کے یادگار موجود ہین حاجی سید شاہ محمد ظفر صاحب اپنے
اجداد کے سجادہ نشین ہین۔ رات دن اذکار الٰہی سے اونکو کام ہے۔ مجاہدہ نفسی مین ہمیشہ
مشغول رہتے ہین۔ قائم اللیل و عابد و بے ریا ہین گو ابھی کم عمر ہین تاہم پیشانی ستارہ
بلندی کا مضمون جبین انور سے ہویدا ہے۔ انشاء اللہ جلد یہ نجم درخشان آفتاب عالمتاب
معرفت ہوکر ضیاء بخش عالم ہوگا۔ کلام فارسی و اردو پر درد عشق و معرفت سے لبریز اور
صاف ہوتا ہے۔ تخلص ظفر ہے۔ چند منتخب اشعار کا اندراج کیا جاتا ہے جو باعث تفریح
طبع ناظرین ہوگا۔

غزل فارسی

بیا را ہے نما در راہ عشق اے رہبر دلہا	کہ از دست بتان بیوفا افتاد مشکلہا
فتادہ کشتیم در ورطہ دریاے بے پایان	بنا ہے وہ مرا یارب ازین امواج ساحلہا
تعجب نیست گر یک شعلہ از قلبم برون آید	کہ سوزد اے ظفر این آہ آتش بار محفلہا

دیگر

چشم تر شد بغم ہجر تو اے یار بیا
جان رود در طلب جلوۂ رخسار بیا

کاروان آمدہ در مصر زراہ کنعان
نقد دل گیر زلیخا سوے بازار بیا

در رہ منزل جانان چو رسیدن خواہی
از رہ دار سوے کوچہ دلدار بیا

راہ مردان خدا گیر چو مردان برخیز
مرد ہستی تو درین رہ ظفر زار بیا

ہر چند بہر رنگے پیش نظرم آئی
من روئے تو بشناسم اے معدن رعنائی

یک جام حسینی کرد مارا ز خودی بیخود
مست مے عشقم کرد آن نرگس شہلائی

مسکین ظفر را کرد اے راحت جان من
یک جلوۂ حسن تو دیوانہ و سودائی

بکشاے دمے کہ ہمچو نرگس
این چشم تو مست خواب تا کے

ہستم ز ازل شیفتۂ موئے محمد
یا رب بنما زود مرا روئے محمد

صد مردہ دلان را بدمے زندہ نمایند
واللہ گدایان رہ کوئے محمد

آمد چو نسیم سحری از رہ طیبہ
ہر صبح بیانیم آرزو بوئے محمد

دماغ اپنا بسا ہے زلف عنبر بوئے جاناں سے
نہیں کچھ کام میرے پاس اے مشک ختن تیرا

نگاہ اہل دنیا میں نہیں وقعت تو کیا اے دل
کفیل کار ہو گا حشر میں شاہ زمن تیرا

کسی کے عشق کامل نے دکھایا یہ اثر آخر
قیامت میں ظفر کام آگیا دیوانہ پن تیرا

دیگر اردو

رنگ رخ نے اپنا سارا راز افشا کر دیا
زرد رو خود بھی ہوا مجھکو بھی رسوا کر دیا

میرے پہلو سے اوٹھے وہ چونک کر وقت سحر
شور مرغان سحر نے حشر برپا کر دیا

حضرت سید جلال الدین میر سُرخ کی وفات اور اولاد و اعقاب کا تذکرہ

جب مخدوم صاحب کی عمر شریف ۹۵ برس کی ہوئی اپنے داعی اجل کو لبیک کہا اور ۱۹ جمادی الاول سنہ ۶۹۰ھ کو راہی ملک بقا ہوئے۔ شعر۔ شاہ ذی رتبہ بادشاہ کمال + شاہ دنیا و دین جلال الدین + آفتاب جلال والاجاہ + سال تولید او بخوان و بہ بین + نیز عاشق جلال والی جود + ہم بخوان آفتاب والی دین + متقی و سلیم و صلش گو + نیز دان آفتاب اہل یقین + خانقاہ اوچہ مین مدفون ہوئے۔

آپکی تین منکوحہ تھین۔ پہلی شادی دختر شاہ بخارا سے ہوئی جنکے بطن طاہر سے سید علی و سید جعفر پیدا ہوئے۔ سید جعفر کی اولاد بخارا مین ہے۔ اور مولوی عبد القادر صاحب بخاری ٹونکی سید جعفر کی اولاد مین ہین جنکا نسب نامہ اسطرح ہے۔ مولانا مولوی عبد القادر بن مولوی محمد مظفر بن عبد الباقی بن سید محمد صغیر بن سید محمد یعقوب بن شاہ عبد الرزاق بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن شاہ دولہ بن قمر الدین بن رکن الدین بن عبد الخالق بن محمود بن شرف الحق بن عبد الروف بن عبد الجلیل بن سید جعفر بن سید جلال الدین میر سُرخ عظم اللہ بخاری۔

اور سید علی جنکا نام علی کمال الدین تھا اونکی اولاد امروہہ ضلع بجنور مین موجود ہے۔

سید دانیال و سید امان اللہ بخاری و سید داؤد بخاری امروہوی امروہہ مین سید علی بخاری کی اولاد سے مین جنکا نسب نامہ اسطرح ہے۔ سید دانیال و سید امان اللہ ابنان خواجہ اسمٰعیل بن محمود بن بدر الدین بن عبد الرشید بن سید محمد بن دانیال بن محمد رفیق بن خواجہ

معروف شاہ ترکمان بن عبد اللہ بن حمید الدین بن غیاث الدین بن علی کمال الدین بن سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ۔

دوسری شادی ایک سیدہ طاہرہ نامی سے ہوئی جنسے سید صدر الدین محمد غوث اور سید بہاؤ الدین محمد معصوم پیدا ہوئے۔ سید صدر الدین محمد غوث کی اولاد نواح ٹھٹھہ سندھ واوچھ ولاہور مین سادات باولائی کے نام سے مشہور ہے۔ سید صدر الدین کی ایک دختر مخدوم جہانیان جہانگشت رحمتہ اللہ علیہ سے بیاہی گئی۔ حاجی عبد الوہاب بخاری رحمتہ اللہ علیہ جو سادات بخاری سے تھے۔ بہت بڑے زاہد ومتبحر عالم تھے۔ سید صدر الدین کی اولاد سے ہین جنکی ایک تفسیر ہے۔ جسمین سراسر نعت ومدح خاتم المرسلین ہے۔

حاجی سید انوار الرحمن نائب فوجدار جیپور و عبد الرحمن حاکم محکمہ سائرات جیپور وحاجی سید قربان علی مرحوم سابق ممبر کونسل ریاست جیپور سید محمد غوث کی اولاد سے ہین جنکا شجرہ نسب اسطرح ہے سید انوار الرحمن بن عبد الرحمن بن سید قربان علی بن فتح علی بن ذو الفقار علی۔ بن منور علی بن انور علی بن مبارک علی بن محمد تقی بن عبد الوہاب بن محمد یوسف بن عبد الوہاب بن محمد سعید بن عبد الکریم بن سید مشائخ بن عبد الوہاب بن سید محمد بن رفیع الدین۔ بن عبد الوہاب بن بلون میان بن ابو الکرام بن محمد غوث بن سید جلال الدین میر سرخ عظیم اللہ۔

تیسری شادی دختر سید بدر الدین بھکری۔ بی بی فاطمہ سے ہوئی۔ جنکے بطن سے سید احمد کبیر بخاری رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اور یہ ہی بزرگ اصلی سادات بخاری کے مرجع الانساب ہین۔ انہین سے دو چشمہ فیض ایسے جاری ہوئے جس سے تمام عالم سیراب ہوگیا۔ وہ دونو آفتاب وماہتاب معرفت سید جلال الدین مخدوم جہانیان جہانگشت رحمتہ اللہ وحضرت سیدنا ومولانا سید صدر الدین راجو قتال ہین۔ جنکے حالات آئندہ تحریر ہونگے۔

حضرت سید احمد کبیر رحمتہ اللہ علیہ بن سید جلال الدین بخاری کے حالات و اعقاب کا تذکرہ

نام۔ حضرت سید احمد کبیر۔ لقب بالا خاور و بالا پیر۔ خلف و خلیفہ اپنے والد بزرگوار حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاری کے تھے۔ آپ کے علاتی بھائی سید صدر الدین محمد غوث بھی اپنے والد کے خلیفہ تھے لیکن مسند ارشاد و مشیخت کو بعد حضرت سید جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ کے حضرت سید احمد کبیرؒ نے رونق بخشی۔ حضرت دو و حقانیؒ جو مخدوم صاحب کے خلیفہ سیومی اور سید احمد کبیرؒ کے پیر بھائی تھے وہ صاحب ولایت راولپنڈی کے تھے اونہون نے بھی اپنے مساعی جمیلہ سے اوس نواح مین روشنی اسلام پھیلائی۔ از تحقیقات چشتی

حضرت سید احمد کبیرؒ بہت بڑے زاہد و عابد تھے۔ مولانا عبد الحق محدث دہلویؒ نے کتاب اخبار الاخیار مین تحریر فرمایا ہے کہ سید احمد کبیر از زہاد وقت بودہ گویند کہ از وے خوارق عادت بوجود آمد بسیار سفر می کرد۔ اعظم و اشہر خوارق او خراج کفار بود قبر در اوچہ است۔

آپ کے دو صاحبزادے بلند اقبال تھے۔ بڑے صاحبزادے کا نام نامی و اسم گرامی مخدوم حضرت سید جلال الدین حسین بخاری ملقب بہ جہانیان جہانگشتؒ تھا اور چھوٹے صاحبزادے کا نام حضرت ابو الفضل سید صدر الدین بخاری ملقب بہ راجو قتال تھا۔

بعض مورخون کا بیان ہے کہ دونو علاتی بھائی تھے اونکا بیان ہے کہ بعد انتقال زوجہ اولی سید احمد کبیرؒ نے پھر ارادہ دوسری شادیکا نہین کیا۔ مگر اپنے خوشدامن کے اصرار سے مجبور ہوکر اپنے سالی کے ساتھ عقد کیا جو خالہ مخدوم جہانیان جہانگشت رحمتہ اللہ علیہ کی تھین۔ اوس فاطمہ ثانیہ صاحب عفت و عصمت کے بطن سے سید صدالدین راجو قتال پیدا ہوئے۔ خزینتہ الاصفیا

مخدوم جہانیان جہانگشت رح کی ہمشیر سے سید تاج الدین بخاری پیدا ہوئے۔ اور سید صدر الدین کے ہمشیر زادہ کا نام محمد اسحاق تھا جو والد میر شہباز دہلوی کے تھے۔

حضرت سید احمد کبیر بعد وفات خانقاہ اوچہ سیدان مین مدفون ہوئے۔ اخبار الاخیار

مخدوم حضرت سید جلال الدین حسین بخاری جہانیان جہانگشت رح کے حالات وکوائف زندگی واولاد واعقاب

نام۔ سید جلال الدین۔ لقب وخطاب مخدوم جہانیان۔ جہانگشت۔ کینت ابومحمد ابوحامد۔ عبداللہ الحسین۔ آپ مرید وخلیفہ وسجادہ نشین اپنے پدر عالی سید احمد کبیر کے تھے اور خرقہ خلافت اپنے عم بزرگوار حضرت سید صدر الدین محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ سے جو آپ کے خسر بھی تھے خاندان سہروردیہ کا پایا تھا۔ خاندان چشتیہ مین حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رح کے خلیفہ تھے۔ ارادت حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی سہروردی سے جو حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رح کے پوتے تھے زیادہ رکھتے تھے۔ اون سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ اور کلاہ وخرقہ شیخ الاسلام حضرت عفیف الدین عبداللہ المطری سے مدینہ منورہ مین آپ نے پایا۔ دو سال تک اونکی خدمتمین رہے۔ سلوک کی کتابین بھی اونسے پڑھین۔ ولادت باسعادت چہاردہم ماہ شعبان شب برات بروز جمعہ ۷۰۷ھ مین واقع ہوئی۔ خزینۃ الاصفیا جلد دویم

بعد ختم تعلیم ابتدائی آپ شہر گازرون تشریف لیگئے اور شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات فرمائی۔ اونہون نے ارشاد کیا کہ یا سید ہمارے بھائی امین الدین

٭ سید تاج الدین بخاری کی قبر جھونسی مین ہے۔ یہ مرید شاہ وسید شعبان الملت بیابانی کے تھے۔

(ملاحظہ ہو تاریخ فرشتہ ۵۱ھ و ۱۹۶ھ مقالہ دوازدہم ہانکی اولاد مین امیر حسن ہین۔

جنکا حال مین انتقال ہوا ہے آپ کے منتظر تھے۔ اونہون نے مقراض وسجادہ وخرقہ میرے پاس امانتاً رکھوا دیا ہے کہ یہ میری طرف سے سید صاحب کو دیدینا وہ موجود ہے۔ چنانچہ اونہون نے ان تبرکات متذکرہ کے علاوہ اور بہت سی نعمتین عطا فرمائین۔

جہانیان جہانگشت کا خطاب جو آپکو تھا۔ اوسمین مورخون نے دو وجہین تحریر کی ہین۔ اولاً یہ کہ بعد ابن بطوطہ شرقی سیاحون مین سب سے زیادہ آپ نے ربع مسکون کی سیر وسیاحت کی۔ ممالک مصر وشام وعراق عرب وفلسطین وبلخ وخراسان وحبش وعرب وہندوستان وچین وروس کو دیکھا۔ بہت سے فرمانرواؤن سے ملے علما وفضلا وزہاد واولیاے کرام کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ عجائبات عالم کو ملاحظہ فرمایا۔ حج اکبر ادا کئے۔ اسیوجہ سے آپکو جہانیان جہانگشت کہنے لگے۔

لیکن کوئی مستند اور معتبر سفرنامہ آپکا ہمکو نہین ملا جس سے آپ کی سیاحت عالم کے مفصل حالات۔ ملکون کے نظم ونسق فرمانرواؤن کے عادات پولیٹیکل وشیوشل کیفیات رعایا وگورنمنٹ کے تعلقات صنعت وحرفت وآب وہوا۔ ہرملک کے پیداوار وعجائبات کے کیفیت جہان جہان آپ نے سیر وسیاحت کی ہے معلوم ہوسکتی اخبارالاخیار تاریخ فرشتہ۔ جواہر غیبی۔ سیرالمتاخرین۔ آئینہ اودھ۔ خزینۃ الاصفیا وغیرہ تواریخ ہاے معتبر مین بہت مختصر حالات آپکے سیاحت کے تحریر ہین اور جو فائدے سیاحون کے سفرنامون سے انسانکو پہونچتے ہین۔ وہ بالکل مفقود۔ کسی طرح اوس سے فائدہ نہین ہوسکتا۔ وجہ یہ ہے کہ ان تاریخون مین اون ہی واقعات کو مختصر طور سے قلمبند کردیا ہے جنسے آپ کی سیاحت کا اوس واقعہ تعلق تھا۔ کتاب خزینۃ الجلالی سے (جو آپ کی ملفوظات ہے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے علاوہ چھوٹے چھوٹے مقامات غیرمشہور کے کابل وخراسان

مشہد مقدس وشیراز و بغداد و بیت المقدس - ودمشق - مدینہ طیبہ - مصر وشام وحبش وبلخ وبخارا کو دیکھا اور مشرقی سیاحت چین تک کی - بنگالہ مین پنڈوہ شریف کے خانقاہ مین عرصے تک رہے - چاٹگام مین عبادت خانہ بناکر عبادت مین مشغول تھے - ملک چین کے اکثر صوبونکو ملاحظہ کیا -* جونپور کچھوچھہ وجائس ومانکپور ہوتے ہوئے وطن تشریف لیگئے - مگر وہان کیا ملاحظہ کیا - اور کس ذریعہ سے ان مقامات پر پہونچنا ہوا - راستہ کیسا تھا - یہ سفر کتنے سال تک رہا یہ سب امور اس کتاب مین درج نہین ہین -

دوسری وجہ مورخون نے یہ تحریر کی کہ مخدوم صاحب نے بروز عید اپنے پیر طریقت حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح نبیرہ حضرت قدوۃ العارفین شیخ بہاوالدین ذکریا ملتانی رح کی خدمتمین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور آج یوم عید ہے مسلمانون مین یہ دن نزول رحمت وبرکت کا ہے مجھے بھی عیدی ملنی چاہئے شیخ صاحب نے ارشاد کیا کہ آج سے تمہارا لقب مخدوم جہانیان جہانگشت ہوا - یہ ہی تمہاری عیدی ہے - وہان سے نہایت محظوظ ہوکر حضرت شیخ صدرالدین عارف وحضرت شیخ بہاوالدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہم کے روضہ مبارک پر حاضر ہوکر خواستگار عیدی کے ہوئے دونون بزرگون کے یہانسے یہی جواب ملا - جب آپ روضہ کے باھر نکلے تو ہر شخص آپکو مخدوم جہانیان جہانگشت کہکر پکارتا تھا اوسی دن سے آپ کا لقب جہانیان جہانگشت ہوگیا - از خزینۃ الاصفیا جلد دویم وتاریخ فرشتہ مقالہ دوازدہم صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۰ -

پنڈوہ شریف جب آپ تشریف لیگئے تو وہان جنازہ حضرت شیخ علاوالحق بنگالی رح

*نوٹ - جونپور مین اوسوقت بہت علما و فضلا موجود تھے - اونہون نے آپکی نہایت عزت کی - قاضی رکن الدین کے خاندان مین اوسوقت عمدہ قضا تھا -

کا مخدوم صاحب کے انتظار مین رکھا ہوا تھا اور شیخ صاحب کی وصیت تھی کہ ہمارے جنازہ کی نماز مخدوم جہانیان جہانگشت پڑھاوینگے۔ کوئی دوسرا شخص نماز جنازہ نہ پڑھاوے چنانچہ آپ یہ کہتے ہوئے وہان پہونچے کہ ہم شیخ صاحب کی وصیت پوری کرنے کے لئے آگئے ہین چنانچہ جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور کچھ دنون حضرت شیخ کے صاحبزادے مولانا نور قطب عالم کی تعلیم و تربیت مین مصروف رہے۔

اکبرپور ضلع فیض آباد مین بخانہ چودھری سید محمد عسکری مہاجر کربلا کے یہان آپکا کنٹھہ (دانۂ تسبیح) جسپر سورہ اخلاص کندہ ہے رکھا ہوا ہے اور کچھوچھہ مین آپکا خرقہ سجادہ نشینان درگاہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے یہان تھا۔ غالباً شاہ عبدالرحمٰن صوفی رح لکھنوی مصنف کتاب مراۃ الاسرار لیگئے۔

مانکپور مین آپ بخانہ سید اعزالدین و شرف الدین قیام پذیر ہوئے۔ یہ دونون بھائی سادات گردیزی تھے جنکا سلسلہ نسب حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے ملتا ہے۔ انکے مورث اعلیٰ کا نام سید شہاب الدین گردیزی تھا۔ اور وہ بعہد سلطان شمس الدین التمش مانکپور تشریف لائے تھے اور اوس نواحکو ظلمت کفر سے پاک کیا تھا۔ قبر اونکی مانکپور مین ہے۔ آپکی اولاد مانکپور و اونچگاؤن ورائے بریلی و مصطفےٰ آباد و جائس و ڈلمئو مین صاحب عزت ہے۔ مخدوم جہانیان جہانگشتؒ نے سید اعزالدین کے لئے راجگی و سید شرف الدین کے لئے قضا کی دعا فرمائی تھی جو مقبول ہوئی چنانچہ سید اعزالدین کے خاندان مین اسوقت تک راجگی کا خطاب و سید شرف الدین کے خاندان مین اسوقت تک عہدہ قضا موجود ہے۔ سید راجہ راستی*۔ راجہ قطب الدین۔ راجہ شاہ۔ راجہ سید معظم۔ راجہ سید حامد۔ راجے سید احمد۔ راجے مبارک۔ راجے بندگی شاہ

* راجے سید راستی کی نزاد مین سیدہ شریفن بی بی سکینہ بنت سید حیدر علی گردیزی ساکن مصطفےٰ آباد تھین۔ جو سید ذوالفقار علی بخاری سے بیاہی گئین سید حیدر علی گردیزی سکنہ مصطفےٰ آباد کا نسب نامہ شجرہ نسب سادات بخاری بادلائی مین تحریر ہوگا۔

وغیرہ اولاد مین سید اعز الدین کے تھے۔ راجے سید تعشق حسین اسی خاندان مین فن شاعری مین صاحب دیوان تھے۔ اور اسی خاندان مین راجے حامد شاہ معرفت مین یگانہ روزگار تھے۔ فخر خاندان حسامیہ ونظامیہ سراجیہ ہوے۔ اور درجہ قطب الاقطابی سے فایز ہوئے مرید وخلیفہ مخدوم حسام الدین مانکپوری کے تھے مزار قصبہ مانکپور مین ہے۔ راجے عبدالصمد خان منصب پانچصدی پر راجے عبدالقادر خان منصب ہشت صدی پر سید محمد رحیم وسید لطافت حسین میر عدل وسید محمد اکبر محتسب راجے سید محمد دیوان صوبہ دار وراجے عبدالصمد خان ثانی دلیر جنگ صوبہ دار لاہور وکشمیر ہوئے۔

سید خادم حسین گردیزی ساکن مانکپور کی دختر بلند اختر کے ساتھ حافظ سید عظیم الدین بن سید غلام علی مینڈاروی نے عقد ثانی کیا۔ قاضی اسد اللہ وقاضی سید عطا حسین اولاد مین قاضی سید شرف الدین کے تھے اور بعہد شاہ عالمگیر انکی قدر ومنزلت بہت کچھ تھی آئینہ اودھ

حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت رح جسوقت مانکپور مین قیام پذیر تھے۔ اوسوقت قوم واغانی سے کچھ مناقشہ ہوگیا تھا اور یہ قوم اوسوقت برسروج تھی چنانچہ اونکے غرور سے مخدوم صاحب موصوف ناخوش ہوے اور اونکے لئے دعاے بد فرمائی۔ جسکا یہ اثر ہوا کہ یہ قوم مانند قوم عاد کے فنا ہوگئی۔ آئینہ اودھ تاریخ کڑا ومانکپور۔

مخدوم* سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم سلوک ہمارے مخدوم جہانیان جہانگشت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی تھی جبکہ وہ بعد ترک اورنگ شاہی سمنان ملک عراق سے

*مخدوم سید شاہ حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ ملک سمنان کے بادشاہ تھے۔ مگر ذوق وعشق الٰہی آپکو زیادہ تھا۔ لہذا آپ نے ترک اورنگ شاہی ولواے سلطنت کا کرکے بتلاش مرشد ہندوستان کا عزم کیا اور اوچہ مین مخدوم صاحب جہانیان جہانگشت رح کے خدمت مین حاضر ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سلوک حضرت جہانگیر رح

اوچھ تشریف لائے تھے۔ جسکا تذکرہ لطائف اشرفی مین تحریر ہے۔

خانقاہ محمدی واقع شہر سیوستان کے کچھ دنون آپ متولی رہے۔ اور منصب شیخ الاسلامی پر بعہد محمد شاہ تغلق مامور تھے ایک زمانہ تک اس خدمت کو انجام دیا گئے۔ صاحب خزینۃ الاصفیا کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت رح کعبہ شریف مین تھے اور

کے زیر اثر مخدوم جہانیان جہانگشت رحمۃ اللہ کی ہوئی بعد ازان پنڈوہ شریف مین بخدمت شیخ علاو الحق بنگالی کے حاضر ہوئے اور خاندان چشتیہ نظامیہ سراجیہ مین مرید ہو کر بارہ برس تک تکمیل مراتب و مدارج تصوف مین مصروف رہے اور بعد اسکے خرقہ خلافت و ولایت کچھوچھ کی پاکر جونپور ہوتے ہوئے کچھوچھ ضلع فیض آباد تشریف لائے اور خانقاہ و روضہ بناکر مصروف زہد و ریاضت و مجاہدہ نفسی کے ہوئے۔ تصوف و معرفت مین آپکا پایہ بہت بلند تھا او فتادگان تحر ضلالت آپ کے فیض باطن سے ظلمت کفر و شرک سے نکلے اور جادہ مستقیم اور طریق دین و ملت بیضا کے پیرو کار ہوئے۔ آپ سید حسینی جعفری ہین سلسلہ نصب آپکا سید اسمعیل عرج بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔ اور آپ کے بھانجے سید عبد الرزاق غوث الاعظم کی اولاد پاک سے تھے جنکو آپنے متبنی و جانشین کیا تھا۔ جنکی اولاد مین پیرزادگان کچھوچھ و بسکھاری ضلع فیض آباد و جائس ضلع رائے بریلی و بسوڑی ضلع بارہ بنکی ہین ان سب کی سیادت نسبی مین کوئی شک نہین ہے۔ اسوقت مولانا و مخدومنا مولوی شاہ و حکیم سید وجیہ الدین اشرف سجادہ نشین ہین۔ نہایت بابرکت۔ عالم باعمل صوفی بے بدل مرتاض و زاہد ہین۔ مولوی عزیز اشرف اسی خاندان سے ایک باکمال مرتاض و زاہد بزرگ ہین۔ شاہ واجد حسین و شاہ قیوم اشرف و حکیم اشرف و شاہ مرتضی اشرف و نعیم اشرف و میان محسن و شاہ محمد شفیع و مخدوم حاجی شاہ علی حسین و مولانا احمد اشرف اسی خاندان اشرفیہ سے موجود ہین۔ مصنف تاریخ ہذا ۱۶ برس ایام ملازمت مین اکثر ان بزرگون سے ملتا رہا۔

ہٰذا یہ خانقاہ محمدی شہر سیوستان مین حضرت شیخ محمد بغدادی رح کی تعمیر کردہ تھی۔ یہ بزرگ بغداد سے تشریف لائے تھے عمر شریف ایک سو پچاس برس کی تھی ابن بطوطہ مشہور سیاح انکی خدمتین حاضر ہوا تھا۔ جلد دویم سفرنامہ ابن بطوطہ

اردو صفحہ ۸۲۔

حضرت عبداللہ یافعیؒ کی خدمت بابرکت مین اکثر حاضری کا اتفاق رہا کرتا تھا۔ اکثر صوفیائے
کرام کا تذکرہ ہوا کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ یافعیؒ نے فرمایا کہ اسوقت حضرت شیخ نصیر الدین
چراغ دہلوی کی ذات بابرکات مغتنمات سے ہے اور اونسے چراغ تصوف روشن ہے۔ اسکا
اثر مخدوم صاحب پر ایسا ہوا کہ آپ نے نیت کی کہ مین ہندوستان جاکر حضرت چراغ دہلویؒ
کی خدمتمین حاضر ہونگا۔ اور آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیونگا اور آپکا چنڈول اوٹھاؤنگا
چنانچہ آپ جدہ سے جہاز پر سوار ہو کر ہندوستان آئے۔ اور خدمتمین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
کے حاضر ہوئے اوسوقت حضرت چراغ دہلویؒ وضو کر رہے تھے اور خلاف معمول وضو مین دیر کی۔
یہانتک کہ حضرت جہانیان جہانگشت خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے۔
شیخ صاحب نے ارشاد فرمایا یا سید وضو کا بچا ہوا پانی پیلو۔ اور چنڈول رکھا ہے اوسمین کندہ
دے لو تاکہ تمہاری نیت پوری ہو جاوے۔ یہ کلام سنکر مخدوم صاحب کو اور بھی اعتقاد ہوا۔
اور خاندان چشتیہ نظامیہ مین مرید ہو کر خرقہ و خلافت پایا۔ تاریخ فرشتہ مقالہ دوازدہم صفحہ ۴۱۱
وفات آپکی دہم ذی الحجہ یوم چہار شنبہ بوقت غروب آفتاب ۷۸۵ھ مین واقع ہوئی۔
مزار فیض انوار اوچھ مین ہے۔ تاریخ وفات۔ سید آسمان و میر زمین ٭ ہست او سید جلال الدین
جد او سید جلال آمد ٭ ذات او مصدر کمال آمد ٭ اوست بے شبہ باکمال علوم ٭ با جہان و جہانیان مخدوم
عمر ان سید بلند نژاد ٭ ہست ہفتاد است و ہم ہشتاد ٭ چہار دہم مہ ز شعبان بود ٭ کہ طلوعش
چو آفتاب نمود ٭ نام نامی او حسین بخوان ٭ خلف اکبر کبیر بدان ٭ ہفت صد ہفت سال ہجری بود
کہ چو خور در جہان ظہور نمود ٭ سال ترحیل آن گرامی خلد ٭ عقل گفتہ محب نامی خلد ٭
سال وصلش مثال گوہر سفت ٭ عقل اور حمید مولی گفت ٭ ہست در اوچہ مرقد ان شاہ ٭
عطر اللہ قبرہ و ثراہ۔

حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت رحمتہ اللہ علیہ سے جسقدر آدمیونکو فیض پہونچا اوسکا بیان کرنا یا حیطہ تحریر مین لانا اسوجہ سے مشکل ہے کہ آپ کی زندگی کا سارا زمانہ ہدایت خلق مین صرف ہوا گویا آپ سرچشمہ فیض الہی تھے کہ جس سے تشنگان دیدار حق سیراب ہوتے تھے۔ یا آفتاب سپہر کرامت تھے۔ جسکی منور شعاعون نے کفر و ظلمت کو برطرف کر کے نور توحید سے سارے عالم کو منور کر دیا شجرۃ الانوار مین ایک مختصر فہرست آپ کے ارادتمندونکی درج ہے اوسمین چند مشہور خلفا کا اسم گرامی جنسے اشاعت دین اسلام زیادہ ہوئی زیب تاریخ ہذا کیا جاتا ہے۔

حضرت سید صدر الدین راجو قتال۔ سید ناصر الدین محمود۔ مخدوم آخی جمشید۔ سید محمد مدنی سید ابراہیم ملتانی۔ سید محمد حصاری۔ سید محمد افضل۔ سید محمد اصفہانی۔ معز الدین۔ تاج الدین نظام الدین فتحپوری۔ شیخ اخی راجگری۔ سراج الدین سوختہ۔ علیم الدین۔ یعقوب جامع ملفوظات خزینتہ الجلالی۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ پہلی بی بی سے جو سید محمد غوث کی دختر بلند اختر تھین۔ مخدوم سید ناصر الدین محمود پیدا ہوئے یہ برگزیدہ دودمان جلالیہ تھے۔ دوسری شادی جو سادات دہلی مین ہوئی اونسے سید عبد اللہ پیدا ہوئے۔ تیسری شادی ملک روم مین ہوئی اوس سے محمد اکبر پیدا ہوے محمد اکبر کی اولاد روم و شام مین ہے اور سید عبد اللہ کے اعقاب مین سادات دہلی و ملتان و آگرہ ہین۔ اور ناصر الدین محمود کے اعقاب مین اوچھ ملتان۔ پٹیالہ۔ گجرات و سندھ۔ قنوج و بھوپال و امروہہ وکڑا و الہ آباد و رسولپور و جائس وکورہ سادات وا جھو و بلیا کے سادات ہین یہ سب سادات بخاری کے نام سے مشہور ہین۔

سید محمد عبد اللہ بن حضرت مخدوم جہانیان جہانگشتؒ سے سید علاء الدین و سید نظام الدین و سید شرف الدین و برہان الدین پیدا ہوئے۔ برہان الدین نے گجرات مین

شجرہ نمبر

نسب نامہ سادات بخاری از اعقاب حضرت جلال الدین مخدوم جہانیان جہانگشت رح

حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیان جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ

سید عبد اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مورث اعلیٰ سادات بخاری شہر دہلی و آگرہ

مخدوم و مولانا سید حضرت ناصر الدین محمود وفات ۸۴۲ھ قبر در اوچھ

سید محمد اکبر رومی رحمۃ اللہ علیہ

انکی نسل روم میں رہی اور سادات رومی کہلائے

نواسہ شمس الدین

بن صدر الدین

عبد الرزاق

سید رفیع

عبد الحق

سید محمد اسمعیل

شہاب الدین

علیم الدین

مورث اعلیٰ سادات منڈوا جائس وکرہ سادات وکرہ اولیا

ابو الفضل اللہ

قنوج وکرہ وجائس

شجرہ نسب سادات بخاری ساکنان شہر لاہور و اوچہ و ملتان و شہر دہلی و برہانپور و پٹیالہ و گجرات و قنوج و کڑا و جائس وکرہ سادات و منڈوا و مصطفیٰ آباد و دارا گنج و رسولپور وغیرہ

رہنا اختیار کیا اور وہین کے وہ صاحب ولایت بھی تھے۔ اونسے شاہ عالم گجراتی اور شاہ عالم
سے ابوالفضل محمد شاہ پیدا ہوئے۔ محمد شاہ کی آٹھوین پشت مین سید شریف پیدا ہوے
جو گجرات سے ترک سکونت کرکے برہان پور مین آباد ہوئے۔ اونکی اولاد برہانپور مین موجود ہے۔
سید علاوالدین و سید شرف الدین و نظام الدین پسر سید عبداللہ بخاری کی اولاد و اعقاب
نواح اوچھ و گجرات و پنجاب مین آباد ہے۔ خزینۃ الاصفیا۔ مراۃ الکونین۔

حضرت مخدوم سید ناصرالدین محمود بن مخدوم جہانیان جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے والد بزرگوار و عم نامدار حضرت ابوالفضل سید صدرالدین راجو قتال رح کے مرید
وخلیفہ تھے۔ اور بعد وصال عم نامدار مسند آراے مشیخت ہوئے۔ منبع کرامت۔ مخزن انوار فیض
و برکت۔ زاہد و عالم و متوکل تھے ۸۴۱ھ مین آپ نے انتقال فرمایا۔ قطب مکرم ناصرالدین
سے تاریخ وصال نکلتی ہے۔ آپ کثیر العیال تھے۔ اکیس ۲۱ لڑکون اور بائیس ۲۲ لڑکیون سے آپکا
سلسلہ نسب جاری ہوا۔ لیکن صرف بارہ اولاد جنکے احوال معلوم ہوسکے درج کئے جاتے ہین۔
قطب الدین قطب عالم۔ برہان الدین قطب الاسلام۔ عبدالحق۔ سید طیفو۔ سید کمال الدین
عرف شرف الدین و سراج الدین و سید عبدالرزاق و شمس الحق حامد کبیر و فضل اللہ و سید اسمعیل
و علیم الدین و شہاب الدین۔ یہ سب لڑکے مختلف البطن تھے۔

قطب الدین قطب عالم کے اعقاب مین سادات بخاری قنوج و دارا گنج* و رسولپور منمحلات
شہر الہ آباد کے ہین۔ قنوج مین نواب صدیق حسن خان شوہر بیگم صاحبہ والی بھوپال سابق
اسی خاندان سے تھے۔ سید احسان علی بخاری ساکن محلہ دارا گنج و سید ہادی علی ساکن
رسولپور منمحلات شہر الہ آباد قطب عالم کے اعقاب سے ہین۔ شمس الحق سید حامد کبیر بن ناصرالدین

* ڈسٹرکٹ گزیٹر جلد سوم بزمانہ اکبر شاہ وارد دارا گنج ہوئے۔

محمود دختر سید شمس الدین بن محمد غوث بخاری کے کتخدا ہوئے۔ بہاء الدین و سید رکن الدین اونسے پیدا ہوئے۔ جنکے خاندان مین کچھ عرصہ تک خانقاہ اوچھ کی سجادہ نشینی رہی۔ محبت علی و سید محمود نے ۱۱۲۹ھ مین اوچھ سیدان سے منتقل ہوکر بسنت پور مین سکونت اختیار کی انکے اعقاب مین سادات بسنت پور ہین۔

سید علیم الدین بن سید ناصر الدین سے سید سراج الدین و سید جلال الدین و سید شہاب الدین پیدا ہوئے۔ سید سراج الدین مورث اعلیٰ سادات بخاری کڑا و موضع ایراوان و ٹی شاہ کے ہین۔ قصبہ کڑا ضلع الہ آباد مین ایک محلہ بخاری کے نام سے مشہور ہے جسمین افتخار حسین و سید نثار حسین و سید مقصود علی وغیرہم سید سراج الدین بخاری کی اولاد سے موجود ہین۔ سید حامد علی جنکا تخلص نثار و سید بیدار علی بیدار و اسرار علی جواد و سید پرورش علی سخی و عارف و قائل نامی شعرا و صاحب دیوان تھے۔ سید شہاب الدین بن علیم الدین مورث اعلیٰ سادات بخاری کوڑہ* سادات و موضع منڈوا و مصطفےٰ آباد کے ہین۔ سید جلال الدین بن علیم الدین سے علیم الدین ثانی پیدا ہوئے۔ جو مورث اعلیٰ سادات اوچھ سیدان و ملتان و پٹیالہ کے ہین اور یہ ہی خاندان اسوقت خانقاہ اوچھ کا متولی ہے۔

سید علیم الدین ثانی سے نظام الدین اور اونسے حضرت سید صفی الدین اونسے سید محمد عرف میران شاہ موج دریا بخاری پیدا ہوئے۔ جو عارف کامل اور صوفی صاف باطن تھے اکبر شاہ انکا بہت معتقد تھا قلعہ چتور آپ ہی کے دعا سے فتح ہوا۔ سید صفی الدین ثانی و سید بہاء الدین و شہاب الدین نہرا آپ کے صاحبزادے و برگزیدہ خاندان تھے۔ سادات بخاری ضلع بلیا و قصبہ جالیس ضلع رائے بریلی و امروہہ و مانکپور اور ہند کے اکثر مقامات مین سادات بخاری کے نام سے آباد ہین جنکے طہارت نسبی مین کوئی شک نہین۔ تحقیقات چشتی

* میر خادم حسین و الطاف حسین و جعفر حسین ساکنان کوڑہ سادات و منڈوا سید شہاب الدین بن علیم الدین بخاری کی اعقاب سے ہین

نمبر ۴۔ مخدوم حضرت سید ابو الفضل صدر الدین راجو قتال موج دریا بخاری کے حالات واعقاب کا تذکرہ

نام صدر الحق سید صدر الدین۔ کنیت ابو الفضل۔ خطاب راجو قتال* و موج دریا۔ برادر خورد حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت و خلف و خلیفہ سید احمد کبیر بن سید جلال الدین میر سرخ بخاری۔

ظاہر ہے کہ اس خاندان جلالیہ مین حضرت جہانیان جہانگشت و حضرت سید صدر الدین راجو قتال یہ دو ایسے بزرگوار گذرے ہین کہ ان سے ایک عالم کو فیض عظیم پہونچا۔ یہ بزرگوار کچھ خاندان جلالیہ ہی کے باعث افتخار نہین ہوئے بلکہ جملہ سلاسل مشائخ و خانوادہاے صوفیا اونکے انوار معرفت سے روشن ہوئے خاندان جلالیہ بخاریہ کا یہ فخر کرنا بیجا نہین ہے کہ ہمارے خاندان مین یہ دونون بزرگوار ایسے آفتاب و ماہتاب تھے جو ضیا بخش عالم ہوئے اور انکے طلوع ہوتے ہی ظلمت کفر دنیا سے یکقلم دور ہوگئی۔ یہ چشم و چراغ دودمان سیادت۔ منبع فیض و برکت۔ راز دار امور معرفت۔ یاور و معین شریعت۔ جان نثار دین اسلام حاجت روائے مستمندان۔ حامی و کفیل دردمندان ہوئے۔

اللہ اللہ یہ کیسے بزرگوار تھے کہ جنکا فیض ابتک جاری ہے۔ اور انکی برکتین ابتک ویسی ہی فیضرسان ہین جیسے کہ پہلے تھین۔ اُنسے مستفید ہونیکا حق ہمکو تھا لیکن ہم ایسے ننگ خاندان بدنام کنندہ اسلاف ہین کہ سب کچھ کھو بیٹھے اور پھر بھی خواب غفلت کا وہی عالم ہے۔ نہ پستی و ذلت کے غار عمیق سے نکلنے کی کوئی کوشش نہ رسوائی سے شرم۔ نہ حرکات و افعال مذمومہ سے پشیمانی۔ نہ شاہ راہ ترقی پر جہان دوسری قومین تیزی سے قدم زن مین چلنے کی خواہش۔ عزم و استقلال غیرت و حمیت شجاعت راستبازی ہمدردی اسلام سب کھو بیٹھے۔ اور اونکی جگہہ خود غرضی۔ نفسانیت۔ بغض۔ حرص و حسد کے ہم خوگر ہوگئے۔

---

*قتال بروزن فعال۔ بہ تشدید تاء فارسی۔ یہ صیغہ مبالغہ ہے۔ یعنی بہت قتل کرنے والا۔ جیسے صراف۔ چونکہ آپ ہمیشہ اپنے نفس پر جہاد زیادہ کرتے تھے اسوجہ سے آپکو قتال کہنے لگے۔

کاہلی و غفلت کے ہم بندے بنے ۔ خود پسندی اور کبر و نخوت سے بیجھ دھوئے ۔ کونسی حرکات بیجا ہین جو ہم مین نہین ۔ اور کونسے افعال قبیحہ ہین ۔ جنکے ہم عادی نہین ۔ میخانونکو ہمسے زینت ۔ قمارخانون کو ہمسے رونق ۔ قیدخانون کو ہمسے آب و تاب ۔ ہماری سوٹیان ہمارے بدکرداریون کا پردہ ۔ ہماری انجمنین ہماری خواہشات بیجا کی مطیع ۔

بھائیو تمھارا یہہ کہنا ۔ شعر ۔ گرچہ خوردیم نسبتیست بزرگ + ذرۂ آفتاب تابانیم ۔ اُسوقت صحیح ہوتا جب تم اِسکے اہل ہوتے ۔ کیا اس مقولے کو تمنے نہین سُنا کہ پدرم سلطان بُود مارا چہ ۔ مانا کہ آپ کے اکابر و اسلاف برگزیدہ عالم تھے پھر تمکو کیا ۔ خود تمکو ہاتھہ پیر ہلانا چاہئے ۔ اور کوشش کرنی چاہئے کہ کم از کم جیسے تمہارے اسلاف تھے ویسے ہی تم بھی ہو جاؤ ۔ رازی ۔ غزالی ۔ سیوطی ۔ ابن خلدون ۔ بُو علی ۔ فاریابی جو امام فن گذرے ۔ کیا اُنھین سُرخاب کا پر لگا ہوا تھا جو تم مین نہین ۔ وہ بھی اِنسان تھے اور تم بھی ۔ مگر فرق اسقدر ہے کہ وُہ باہمت ۔ اُولوالعزم ۔ مستقل مزاج ۔ زمانہ شناس ۔ تم غافل ۔ کاہل ۔ مدہوش ۔ خود پرست ۔ اُنکی کمر ہمت منزل مقصود ہی پر جاکر کُھلتی تھی ۔ جس بات پر آمادہ ہوئے اُسکو پُورا ہی کرکے چھوڑا ۔ وُہ دُھن کے پکے تھے ۔ اور تم نے آج تک کمر ہمت باندھی ہی نہین ۔ عزم کا مادّہ موجود ہے لیکن بیکار ۔ غیرت ہے لیکن بے کام ۔ تو پھر بتلاؤ کہ کیونکر ذرہ آفتاب تابان بننے کے قابل ہو سکتے ہو ۔ ذرایع ترقی موجود ۔ شاہراہ کامیابی کشادہ ۔ اوسپر اگر نہ چلو تو یہہ کسکی کاہلی اور غفلت ۔ اُن ذرایع و اسباب ترقی کو اگر استعمال نہ کرو تو کسکی ہے توجہی ۔ اگر ہاتھہ پیر نہ ہلاؤ گے اور اپنی آپ مدد نکروگے تو خدا تمہاری مدد کیون کریگا ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ۔

یارو خواب غفلت سے بیدار ہو ۔ آنکھین کھولو ۔ دیکھو تُمہارے چارونطرف کیسے کیسے

سامان فطرت نے فراہم کر دئے ہین جس سے تم لاعلم و بیخبر ہو۔ میرے ساتھ چلکر باغ عالم کی ذرا سیر کرو تم کو انسانی کمالات و ہنرمندی کا ایک دلکش نظارہ دکھلائی دیگا۔ اختراعات و ایجادات غیر متناہی کا سلسلہ نظر آئیگا۔ تمہاری قوم کے سوا جسقدر انسان ہین رات دن تم کو کچھ نہ کچھ کام کرتے اور کسی فکر مین ڈوبے ہوئے ملینگے۔ کسیکو علم البرق کے مشاہدہ کا شوق۔ کسی کو اُسکے کُنہ و اسرار معلوم کرنیکا ذوق۔ کسیکو ٹیلیفون و گراموفون کے ایجاد کی فکر۔ ریلین تار برقی۔ ہوائی جہاز۔ بے تار کی خبر رسانی۔ موٹر۔ بائیسکل۔ بائیسکوپ۔ آلہ تصویر کشی۔ تھرما میٹر۔ بیرومیٹر وغیرہ اسی فکر و شوق کے نتیجہ ہین۔ جسکے ایجادات مین برسون سر توڑ کوششین ان بندگان خدا نے کین بالآخر وہ کامیاب ہوئے۔

تم تجارت و زراعت صنعت و حرفت کو حد کمال پر پاؤگے۔ غرض جدھر تمہاری نظر جائیگی تم کو انسانی ایجادات کا ایک حیرت انگیز کرشمہ نظر آویگا۔ ایک مقناطیسی کشش پاؤگے جسکے زنجیر ترقی مین قوم انسانی وابستہ ہوگی۔

اب تم خود ہی انصاف کرو کہ انمین سے کونسی چیز تمہاری ایجاد ہے۔ کس آلہ کے تم موجد کہلائے کونسی اعلیٰ صنعت ہے جسکی اختراع کا سہرہ تمہارے سر رہا۔ کونسا فن ہے جسکے مبصر ہونیکا تمغہ تمکو ملا۔ جو کچھ تمہارے پاس تھا تمنے اسکو بھی ضایع کر دیا۔ شعر۔ ایک تم ہو کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ۔ ایک وہ ہین جنھین تصویر بنا آتی ہے۔ اپنے دلسوز کے تم دشمن۔ اپنے ہمدرد کے تم بیری۔ ناصح مشفق سے تم متنفر۔ خیر خواہان قوم سے تم بیزار۔ مصلحان قوم پر معترض۔ جس کشتی پر صوار ہو اُسمین سوراخ کرنیکے لئے طیار۔

کیا مین اس سے یہ خیال کرون کہ تمہارا مرض غرمن لاعلاج ہے۔ تمہاری بہبود کی کوئی راہ نہین۔ تمہارے پھر سنبھلنے کی کوئی امید نہین۔ تمہاری معراج کمال پر پہنچنے کی کوئی تدبیر نہین۔

کیا تُم سے صلاحیت و ترقی کا مادہ مفقود ہو گیا۔ کیا تُمہاری رگوں میں غیرتمند خُون باقی نہین رہا۔ کیا تمہارے دلون مین احساس قومی کی کوئی اُمنگ باقی نہین رہی۔ نہین نہین۔ مین ہرگز ایسا خیال نہین کر سکتا۔ کیونکہ نا امیدی گناہ کبیرہ ہے۔ تم سب کچھ کر سکتے ہو۔ تُم مجبور نہین آزاد ہو۔ معذور نہین مُختار ہو۔ اگر پست ہمتی کو چھوڑ دو۔ کمر ہمّت چُست باندھو۔ خود رائی سے متنفر ہو جاؤ۔ نیک صلاح کی قدر کرو۔ اپنے پر بھروسہ کرو۔ اپنی آپ مدد کرو۔ تمہارا مرض لا علاج نہین ہے۔ دوا موجود ہے۔ حکیم دانا سر بالین حاضر۔ خیر خواہان و مصلحان قوم تمکو خواب غفلت سے جگانے کی کوشش کر رہے ہین۔ عادل گورمنٹ تمکو آغوش شفقت مین لینے کے لئے تیار۔ ابر رحمت تمہارے کشت زار پر برسنے کے لئے متحرک نسیم فیض تمہارے مشام جان کو معطر کرنے کے واسطے جنبش مین۔ مگر جب تم خود کچھ کرنے کے لئے آمادہ ہو تو یہ سب اُمور تمہارے لئے کار آمد ہو سکتے ہین۔

گالیان بعد مین دے لینا۔ برا بھلے کہہ لینا۔ اعتراضونکی بھرمار پھر کر لینا۔ لیکن جو کہتا ہون اُسکو گوش دل سے سنو غور کرو کہ ایک راز ترقی قومی مجھکو معلوم ہے۔ ایک نسخہ کیمیا اثر مجھے یاد ہے۔ جسکو تم نے سنا ضرور ہے۔ لیکن اپنی بے توجہی سے بھولا دیا ہے۔ اسکے پیتے ہی تمام عوارض روحانی سے تم کو نجات ملجائیگی۔ زندہ جاوید ہو جاؤ گے۔ آفتاب نصف النہار و بدر کامل بنکر چمکو تو تعجب نہین۔ نیر برج کمال بنو تو عجب نہین۔ عرش کے تارے اُسکی طاقت سے توڑ لاؤ تو بعید نہین۔ ماہ سے ماہی تک تمہاری دوہائی ہو تو غلط نہین۔ سارے عالم مین تمہارے جبروت و سطوت کا ڈنکا بجے تو درست۔

طرفہ تر یہہ امر کہ اس نسخہ کے بنانے مین کوئی خرچ نہین۔ اُسکے طیار کرنے مین کوئی لاگت نہین۔ ہر لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے۔ صرف درد و حب قومی مین چشم محبت

کے دو قطرے مین یہ نسخہ کمل کر کے طیار کر لیا جاتا ہے۔

اسکا موجد وہی حکیم شفا بخش امراض قلوب۔ قامع اساس کفر و ضلال۔ دافع لات و ہبل۔ محبوب عزوجل ہے۔ جسکی شان وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہے۔

از مسدس حالی

وہ نبیوں مین رحمت لقب پانے والا
مصیبت مین غیرون کے کام آنیوالا
فقیرون کا ملجا۔ ضعیفون کا ماوے
اوتر کر حراسے سوئے قوم آیا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
عرب جسپہ قرنون سے تھا جہل چھایا

مرادین غریبون کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
یتیموں کا والی غلامون کا مولے
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
پلٹ دی بس اک آن مین اسکی کایا

وہ نسخۂ کیمیا اثر اخوت اسلامی ہے۔ جس نے قومیت کی خصوصیت۔ اور امیری غریبی کی تفریق۔ کالے گورے کے امتیاز کو مٹا کر سبکو ایک ہی رنگ مین رنگ دیا تھا۔ نجاشی ملک حبشہ جیفر ملک عمان اکیدر شاہ دومۃ الجندل۔ جبلہ ابہم غسانی۔ نجد کے وحشی۔ تہامہ کے بدو۔ یمن کے مسکین کو دوش بدوش کھڑا کر دیا۔ یہودیون کے غلام حضرت سلمان فارسی کو منا اہل البیت کا خطاب عطا کیا۔ بت پرستون کے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سید کا لقب دلایا۔ کبر و نخوت کے تاج ٹھکرا دئے گئے۔ رومۃ الکبریٰ کے زبردست سلطنت کا خاتمہ اسی نے کیا۔ کیانی حکومت کے پرزے اسی نے اڑائے۔ آتشکدون کا بجھانیوالا۔ کفر و ضلالت کا مٹانے والا۔ خالص توحید کے آفتاب کا چمکانیوالا۔ پرچم ہلالی کا سارے عالم پر نصب کرنیوالا۔ یہہ ہی نسخہ تھا اور اسمین اب بھی وہی اثر حیات بخشی باقی ہے۔

اس مے حُبِ قومی کو پیکر مست ہو جاؤ۔ اور سب ملکر ایک ہو جاؤ جو ایک کہے وہی سب کہین۔ جو ایک کرے وہی سب کرین۔ گو یا تیس خواہ چالیس کروڑ کے کالبد ایک ہی جان کے تابع ہین۔ یا کُل پرزے ایک انجن کے ماتحت۔ جہان انجن چلا سب پرزے متحرک ہو گئے۔ تمکو خود اسکا ایسا سرور ہوگا کہ ایکدم اوسکے بغیر زندگی تلخ معلوم ہو گی۔ اگر اسکے استعمال کے بعد تمکو عروج کمال نہ ملے تو میرا ذمہ۔

حضرت سید صدر الدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم اپنے شفیق باپ کے سایۂ عاطفت مین ہوئی۔ اور خاندانی برکتونمین دونون بھائیون نے برابر حصہ پایا۔ اور بعد تکمیل حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے خرقۂ خاص خاندان سہروردیہ کا عطا فرمایا۔ اور دعا فرمائی کہ اِس گُلِ گُلزار سیادت و نونہالان چمنستان نجابت کی سہاونی خوشبو مشام جان عالم کو معطر کرے۔ یہ مرجع خلائق ہو۔ ایک عالم اسکی ضیا و پرتو انوار سے منور ہو۔ یہ چشمۂ فیض ہو جس سے مردمان عالم کو سیرابی حاصل ہو۔

بعد وفات والد بزرگوار کے اپنے برادر مکرم مخدوم سید جلال الدین جہانیان جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل تصوف کیا۔ اور بعد وفات برادر عالی منزلت کے مسند آرائے مشیخت ہوئے۔ اور مدت تک اپنے فیض باطنی سے مردمان عالم کو مستفیض فرماتے رہے۔

حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجکو خدا نے خلوق مین مشغول رکھا۔ اور بھائی صدر الدین کو اپنے اشغال مین۔ اوائل مین آپکو تجرید و تنہائی ضرور پسند تھی۔ لیکن جسوقت سے آپکو خلافت ملی اسوقت سے ہجوم خلایق ایسا ہوا کہ اُس سے چھٹکارا دشوار تھا۔ طالبانِ حق دُور دُور سے گروہ کے گروہ آتے تھے۔ اور آپ کے دست حق پرست سے درجۂ تکمیل پر فایز ہوتے جاتے تھے۔

(از خزینۃ الاصفیا جلد دوم)

زہد و ریاضت و ہدایتِ خلق آپکے خاص مشاغل تھے۔ صاحب خزینۃ الاصفیا نے لکھا ہے۔ کہ آپ میں علاوہ اور خوبیوں کے خاص صفت یہ تھی کہ آپکا کوئی شخص کیسا ہی مخالف کیوں نہو لیکن سامنے آتے ہی بوجہ ہیبت و جلال اُسکی حالت میں کچھ ایسی تبدیلی ہوجاتی تہی کہ خیالات فاسد اُسکے دلسے دُور ہوجاتے تھے اور وُہ آپکا معتقد و مطیع ہوجاتا تہا۔ جو کچھ ارشاد فرماتے ہو بہو ویسا ہی ہوتا۔

مخدوم شاہ سارنگ جو شاہ مینا صاحب لکھنوی کے پیر ہین۔ آپکے بہت معتقد تھے۔ مُدّت تک حاضر خدمت رہکر اکتساب باطنی مین مصروف رہے۔ بعد تکمیل خرقہ و خلافت خاندان عالیہ چشتیہ نظامیہ سے سرفراز ہوئے۔ انہین بزرگ سے یہ سلسلہ چلا۔ مخدوم حضرت قل ہو اللہ شاہ و مخدوم شاہ صفی صفی پوری و حکیم خلیل الدین خانصاحب لکھنوی والٰہ آبادی و حضرت امیر علی شاہ[1] ساکن سید سراوان ضلعہ الٰہ آباد اسی سلسلہ مین صاحب باطن ہوئے۔

شاہ عبدالرحمن لکھنوی مصنف کتاب مراۃ الاسرار نے تحریر کیا ہے کہ جب حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا وقت قریب آیا۔ آپ بیمار ہوئے۔ تو اہون جو فیروز شاہ کی طرفسے اوچھ کا عامل تھا بغرض عیادت حاضر خدمت ہوا اور اُسنے عرض کیا کہ اسیطرح خدا اپنے ذات و صفات مین یکتا و واحد لاشریک ہے۔ اُسیطرح اُسنے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوبیت و افضلیت مین فرد کیا اور نبوت اُنپر ختم کردی۔ اسیطرح آپ پر درجہ

[1] مخدوم حضرت امیر علی شاہ ساکن سید سراوان ضلعہ الٰہ آباد شیخ عثمانی ہین۔ آپکے مورث اعلی شیخ بہاءالدین سپہ سالار۔ جو غزنی کے رہنے والے تھے ہمراہ قدوۃ العارفین۔ سراج السالکین۔ قطب الاقطاب میر کبیر حضرت سید قطب الدین محمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بغرض جہاد ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اور قلعہ کڑا کو فتح کیا تھا۔ اور محی الدین پور و جبروا ضلعہ الٰہ آباد مین قیام فرمایا۔ جملہ شیخ زادے سید سراوان آپ کے اولادے ہین۔ جو اسوقت صاحب اقتدار ہین۔ حضرت امیر علی شاہ اسی خاندان مین تھے۔ معرفت مین یگانہ روزگار ہوئے۔ آئینہ اودھ وطبقات ناصری و مراۃ الکونین۔ ان سب کے مفصل حالات انشاءاللہ جلد دوم مین تحریر کیے جاوین گے۔

ولایت کا ختم ہوا۔ مخدوم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ اقرار کر رہا ہے وہ سچے دل سے کہتا ہے یا اوپر ہی سے۔ اسکو سمجھ کر کہہ۔ نواہون نے دوبارہ اُسی بات کا اقرار کیا۔ آپ نے حضار جلسہ سے ارشاد فرمایا کہ نواہون نے اولاً خدائے برتر کے وحدانیت کا اقرار کیا۔ اور پھر رسالت ختمی مآب کی نبوت کا اب اگر مرتد ہو تو واجب القتل ہے۔

نواہون عامل اوچھ اسکے بعد بخوف جان اوچھ سے بھاگ کر دہلی فیروز شاہ تغلق کے پاس چلا آیا۔ اور کل حالات اُس نے بادشاہ سے عرض کیا۔ اولاً فیروز شاہ نے نواہون کو سمجھایا کہ دین اسلام سے روگردانی باعث ہزار پریشانی و سرگرانی دنیا و عاقبت ہے۔ مگر وہ اپنی بات پر جما رہا۔ فیروز شاہ نے ایک مجلس علمائے کرام کی منعقد کی۔ اور نواہون کے جان بچنے کی صورت پیدا کرنیکی خواہش ظاہر کی۔ کیونکہ یہ عامل فیروز شاہ کا پورانا ملازم تھا۔ بعد بحث و مباحثہ شیخ محمد پسر قاضی عبدلمقتدر کی یہ رائے شاہ موصوف نے پسند فرمائی جسکا تذکرہ تحریر ہوگا۔

اُسی زمانہ مین حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہُوا حضرت سید صدرالدین راجو قتال بعد مراسم تجہیز و تکفین معہ گواہان رویت حال بغرض تصفیہ قضیہ نواہون عازم شہر دہلی ہوئے۔ بادشاہ موصوف نے استقبال آپکا کیا۔ قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ تخت و تاج حاضر ہے قبول فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ سلطنت تجکو مبارک ہے ہمکو اس سے کیا کام۔ پھر فیروز شاہ نے عرض کیا۔ کہ حضور برائے تصفیہ قضیۂ نواہون کافر تشریف لائے ہین۔ آپنے فرمایا کہ ہان برائے فیصلہ قضیۂ نواہون نومسلم کے میرا آنا ہوا۔ اسنے میرے بھائی مرحوم اور میرے سامنے و جملہ حاضران و گواہان کے مقابلہ مین اقرار اسلام کا کیا۔ اور اب مرتد ہوگیا ہے۔

یہی رائے شیخ محمد بن قاضی عبدلمقتدر نے دی تھی۔ اور کہا تھا کہ اگر مخدوم صاحب دہوکے مین آکر نواہون کو کافر کہدینگے تو اُسپر حد شرع جاری نہین ہوسکتی۔ اور اگر وہ نومسلم نواہون کو

کہینگے تو ہم بحث کرکے اونکو قائل کردینگے۔ اسوجہ سے حسب صلاح فیروزشاہ نے یہ سوال کیا تھا کہ آپ برائے تصفیہ قضیئہ نواہون کا فر تشریف لائے۔ مگر آپ نے ان الفاظ کے الٹ پھیر کو سمجھکر جواب دیا کہ نواہون نومسلم کے قضیہ کے تصفیہ کے لئے آیا ہون۔ شیخ محمد کا جب فسون کارگر نہ ہوا۔ تو اُنھون نے دوسرا پہلو بحث کا اختیار کیا۔ مخدوم صاحب کو آپکی یہ تیزی وگستاخی ناگوار ہوئی اور نگاہ گرم سے شیخ محمد کی طرف دیکھا اور کہا کہ یا ابن قاضی ہوئے دیانت مین آپ مین نہین پاتا لہذا ایسے ننگ اسلام کا زندہ رہنا بیسود ہے۔ جاؤ قضا تمہارے سر پر سوار ہے سازگی وطیاری کفن کی فکر کرو۔ شیخ محمد کے اُسیوقت درد شکم ہوا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ملک الموت نے انکی روح کو قبض کیا۔ قاضی عبدالمقتدر نے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ حضور یہ ہی لڑکا میر عصائے پیری تھا آپ رحم فرمایئے اُسکی خطا کو بخشدیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ تیراز کمان جستہ باز نمی آید۔ تمھاری بہو حاملہ ہے اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو عالم و زاہد ہوگا۔ اور وہ تمہارے خاندان کا روشن کرنیوالا ہوگا۔ اُسکا نام ابو الفتح رکھنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قبر ابو الفتح کی جونپور مین ہے۔ یہ بہت بڑے عربا صن زاہد و عالم گذرے ہین۔ (مراۃ الاسرار و تاریخ فرشتہ مقالہ دوازدہم صفحہ ۷۰۱)

نواہون کافر کو سب ارکان دولت نے بہتیری فہمائش کی مگر اُسنے نہ مانا۔ بالآخر وہ گردن مارا گیا۔ چندے آپنے دہلی مین قیام کیا۔ اور وقت واپسی فیروز شاہ نے عرض کیا کہ کسیکو ہمارے تعلیم و تلقین کے لئے مامور فرمایئے۔ چنانچہ آپنے قاضی سید حسام الدین حسن اپنے صاحبزادے کو دہلی مین ہدایت و تعلیم کے لئے چھوڑا اور راہی وطن ہوئے۔

۴۴ سال آپنے خانقاہ اوچھ کی مسند ارشاد پر رہکر ۱۰ جمادی الآخر ۷۸۵ھ شب سہ شنبہ کو اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے کوچ فرمایا۔ ورخانقاہ اوچھ مین مدفون ہوئے

تاریخ وفات۔ چو صدر الدین ازین دنیائے دون رفت + عیان شد طرفہ بر تاریخ ایصال۔

۸۲۷
رسیدہ شاہ صدر الدین محبوب + دو بارہ ہادیِ دین پیر قتال۔

آپ کے خلفائے کبار کی ایک مختصر فہرست صاحب معارج الولایت و شجرۃ انوار نے درج کی ہے
اُس سے معلوم ہُوا کہ خلیفۃ المعظم و سجادہ نشین حضرت ناصر الدین محمود بن حضرت مخدوم جلال الدین
جہانیان جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ۔ دویم شاہ کبیر الدین۔ سویم علاو الدین۔ چہارم سماو الدین۔ تھے۔
کبیر الدین سے زین العابدین و علاو الدین سے محمد عابد و سماو الدین سے عبد اللہ بیابانی مُرید ہوئے۔
شاہ سارنگ بھی آپ کے خلیفہ تھے۔ جنکا تذکرہ تحریر ہو چکا۔ (شجرہ انوار)

آپکی شادی قاضی معین الدین کی دختر بلند اختر سے ہوئی۔ جنسے پانچ صاحبزادے قاضی حسام الدین حسن
کو ہی و ابو الخیر محمود و ابو اسحاق و سید جلال الدین و سید روح اللہ پیدا ہوئے۔

آپکے خُسر قاضی مُعین الدین کا سلسلہ نسب خلیفہ اوّل تک اِسطرح پہنچتا ہے۔ قاضی معین الدین بن
نعیم الدین بن صلاح الدین بن بدر الدین بن عبد الغفور بن عبد الشکور بن عبد الحکیم بن ابو ہاشم بن ابو القاسم
بن عبد القادر بن عبد المقتدر بن محمد فاضل بن عبد الغفور بن عبد الغفار بن ابو الحسن بن عبد الغنی۔ بن
عبد الرحمٰن بن امیر المومنین رفیق فی الغار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

یہ قاضی معین الدین منجانب فیروز شاہ دہلی کے عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ انکے صاحب زادے کا
نام نامی و اسم گرامی قاضی نظام الدین تھا۔ یہ دونوں باپ بیٹے عالم و زاہد متشرع و دیندار تھے۔ قاضی
نظام الدین بعد انتقال پدر بزرگوار قاضی معین الدین کے عُہدۂ قضا شہر دہلی پر مامور ہوئے۔ انکی
کوئی اولاد نرینہ نہین تھی صرف ایک دختر بلند اختر تھی۔ جسکو اُنھون نے اپنے بھانجے سید حسام الدین حسن
کو بیاہ دیا تھا۔ اور اپنا متبنیٰ حسام الدین حسن بن سید صدر الدین راجو قتال کو کیا۔

سید ابو الخیر محمود و ابو اسحاق و سید جلال الدین و سید روح اللہ بخاری پسران سید صدر الدین
راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ کے اوچھ مین سکونت رہی اُنکے اعقاب اوچھ و گجرات و سرہند مین ہین۔

نسب نامہ نمبر۳۔ یہ نسب نامہ سادات بخاری کا ہے جو حضرت سید ابوالفضل صدرالدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں جنکی سکونت اوجہ و گجرات
و سرہند و مواضعات نرور و کوہ انعام و کوہ خراج و نذر گنج و عالم چند و سیٹہری و کیشا و منڈارہ ضلع الٰہ آباد میں ہے
(شامل صفحہ ۳۹)
ہوالمستعان
۷۸۶
قدوۃ العارفین
سراج السالکین حضرت قاضی
سید برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ
مورث اعلیٰ سادات بخاری
ساکن منڈارہ
قاضی
سید رکن الدین
قاضی
سید محمد عوف گوری
نواب گنج ضلع الٰہ آباد
ابوالخیر
اعقاب سرہند
ابواسحاق
اعقاب اوجہ و سرہند
اعقاب گجرات
قاضی القضات
قاضی حسام الدین حسن گوری
حضرت سید صدرالدین راجو قتال
شجرہ نسب سادات بخاری از اعقاب حضرت سید صدرالدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ

اور سادات بخاری کہلاتے ہین۔

سید حسام الدین حسن بن سید راجو قتال کے حالات و اعقاب کا تذکرہ باب آئندہ مین تحریر ہوگا۔

باب دوم۔ قاضی القضات قاضی سید حسام الدین حسن کوہی بخاری کے حالات و اعقاب

اس باب مین قاضی القضات قاضی حسام الدین حسن کوہی بخاری بن سید صدر الدین راجو قتال کے حالات و کوائف زندگی۔ جنگ جہادی با کافران کوہ و پرسکھی۔ مسجد کوہ انعام مین طیار کرانا۔ قیام و بود و باش تقسیم مواضعات مفتوحہ۔ وفات مدفن اعقاب کا تذکرہ ہے۔ شجرہ نسب سادات بخاری جلالی حسامی مواضعات نرور و عالم چند و نندر گنج و ٹرا گانون۔ کشیا۔ کوہ خراج کوہ انعام۔

قاضی القضات قاضی سید حسام الدین حسن کوہی کے حالات و کوائف و جنگ جہادی با کافران و نواح پرسکھی

نام حسام الدین حسن عرف حسن اختر۔ عہدہ قاضی القضات۔ آپکا شجرہ نسب اسطرح ہے۔ حسام الدین حسن بن سید راجو قتال بن سید احمد کبیر بن سید جلال الدین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ تحریر ہو چکا ہے کہ جسوقت حضرت سید صدر الدین راجو قتال آپکے والد بزرگوار اوچھ سے شہر دہلی مین بغرض فیصلہ قضیۂ نواہون کے تشریف لائے۔ قاضی حسام الدین ہمراہ تھے۔ بعد فیصلہ قضیہ نواہون جب آپکے والد وطن واپس جانے لگے فیروز شاہ نے بغرض ہدایت و تلقین آپ کو آپکے والد سے مانگ لیا۔ آپ کچھ دنون تک شہر دہلی مین اپنے مامون اور خسر شیخ نظام الدین کے یہان جو عہدۂ قضاء دہلی پر مامور تھے مقیم رہکر ہدایت خلق مین مصروف رہے۔ قاضی نظام الدین کی کوئی اولاد نرینہ نہین تھی صرف ایک لڑکی تھی جسکو انہون نے اپنے بھانجے قاضی حسام الدین حسن سے بیاہ دیا تھا۔ جیسا کہ باب گذشتہ مین تحریر

ہو چکا ہے - اور اپنا متبنی کیا اور ارشاد کیا کہ ہمارا خاندان مشائخ کا ہے در تمکو بھی شیخ ہی مشہور ہونا چاہئے - قاضی حسام الدین نے اِس ارشاد کو بطیب خاطر منظور کیا - اسی وجہ سے آپ کی اولاد واعقاب زیادہ تر شیخ کرکے مشہور ہیں -

اس اثنا مین یہ خبر فیروز شاہ کو معلوم ہوئی کہ کافران نواح پرہکی کوہ وغیرہ نے اہل اسلام کو تنگ کرنا شروع کیا ہے اور علانیہ اعلاے کلمۃ الحق سے مانع و مزاحم ہو رہے ہین اور جا بجا مسلمانونکو انہون نے شہید کیا ہے - جب متواتر خبرین شاہ موصوف کے گوش گذار ہوئین تو ایک فوج کو انکی سرکوبی کے لئے مامور کیا اور قاضی حسام الدین حسن کو ہی کو اُسکا سپہ سالار کرکے پرہکی کیطرف روانہ کیا -

قاضی صاحب معہ افواج کوچ و مقام کرتے ہوئے جب متصل کڑا پہونچے تو صوبہ دار کڑا حاضر خدمت ہوا - یہان کافران بدکیش نے بھی خاصی جمعیت فراہم کرلی تھی - ماہ رمضان المبارک مین کافرون سے لڑائی شروع ہوئی - اہل اسلام نے جان توڑکر کافرون پر حملہ کیا - بالآخر قاضی صاحب مظفر و منصور ہوئے - کافرونکو ہزیمت ہوئی وُہ بھاگ گئے - نواح پرہکی چروا، چمندہ و ٹاٹا و سنوری وغیرہ پر قاضی صاحب نے قبضہ کیا - موضع پرہکی مین ایک خام بہرونکا قلعہ تھا جسکو قاضی صاحب نے فتح کیا تھا - کوہ انعام و کوہ خراج ہی بعد ازان فتح کئے گئے - بتخانہ کوہ انعام توڑکر قاضی صاحب نے جامع مسجد[1] بنوائی - جسکی مرمت چندہ سے حال مین ہوئی ہے - اُسمین کچھ بت شکستہ ابتک موجود تھے وہان ایک مکان قاضی صاحب نے بنوایا تہا جسکے کہنڈر ابتک پائے جاتے ہین - قاضی صاحب نے کوہ انعام مین ایک عیدگاہ بنوائی تھی جو منہدم ہوگئی ہے - اُسکا احاطہ حال مین دُرست کیا گیا ہے -

مسجد جامع کوہ پر ایک پتھر نصب ہے - جس پر یہ اشعار کندہ ہین - شعر

بنا شد مسجدِ جامع منوّر	بعہدِ شاہ عادلِ ہفت کشور

[1] کوہ انعام مین جو جامع مسجد قاضی حسام الدین حسن نے بنوائی تھی - اُسکے لئے ڈسٹرکٹ گزٹیر جلد ۲۳ مین تحریر ہے کہ فیروز شاہ کے زمانے مین قاضی حسام الدین حسن نے ۱۳۶۳ء عیسوی مین بنوائی -

ز سن فیروز شاہنشاہ غازی	بفرمائش بنائے خیر قاضی
حسام الدین حسن صدر زمانہ	بفضلش گشت در عالم نشانہ
بسلخ ماہ رمضان گشت موجود	ز ہجرت ہفتصد ہشتاد و شش بود

حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۷۸۵ھ مین ہوا۔ اُسکے سال بھر کے بعد ۷۸۶ھ مین یہ موضعات قاضی صاحب نے فتح کیا۔

جب یہ خوشخبری فیروز شاہ نے سنی تو ۲۲ مواضعات مفتوحہ قاضی صاحب کو بخشدیا۔ اور فرمان معافی کا بھیجا اور نیز آپکے خسر قاضی نظام الدین کے عہدہ قاضی القضات پرگنہ کڑہ کا آپ کو عطا کیا۔ (مرآۃ الکونین)

موضع کوہ انعام کے پاس جو قاضی صاحب کو انعام و جاگیر مین ملا تہا اور ایک دوسرا موضع تھا اُسکا نام بھی کوہ تہا۔ اسپر قاضی صاحب نے بعد کو قبضہ کر لیا۔ اُسکا خراج ادا کرتے تھے اسوجہ سے اُسکا نام کوہ خراج ہوگیا۔ کوہ انعام و کوہ خراج کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ (ملاحظہ ہو ڈسٹرکٹ گزٹ جلد ۲۳۔ مطبوعہ ۱۹۱۱ء)

جنگ متذکرہ صفحہ گذشتہ مین ایک برہمن پانڈے جسکا نام بُردتھا مارا گیا۔ یہہ بھرون کی طرف سے اختر شناس و جوتشی کیخدمت پر مامور تھا۔ کیونکہ پرسکھی و کوہ مین جو لڑائیان قاضی صاحب سے ہوئین وہ انھین اقوام بھر و ملاحان وغیرہ سے ہوئین تہین۔ پانڈے مذکور کی عورت (جسکا نام مُلکا تھا) مع اپنے بارہ لڑکون کے حاضر خدمت ہوئین اور عرض کیا کہ حضور اب یہ یتیم و بیوارث لڑکے کسکے سہارے رہین۔ کون انکی خبر گیری کرنیوالا ہے۔ قاضی صاحب کو اسکی عاجزانہ التجا وحالت پر رحم آیا۔ اور اُن بارہ لڑکون کو بارہ مواضعات مفتوحہ مین سے عطا فرمایا۔ موضعات چروا و صمدا و سونری و پرسکھی و پرسرا و کشیا خورد و نواڑی وغیرہ پرگنہ کڑا و چایل مین جو اقوام

پانڈے ہین وُہ سب اُنہین بارہ لڑکون کی اولاد ہین۔ پانڈے مذکور کی عورت بہہ فیاضی و دریادلی قاضی صاحب کی دیکھکر مشرف باسلام ہوئی۔

آخر عمر مین قاضی صاحب نے موضع پرسکھی مین قیام کیا اور اُسکا نام حسام پور[۱] رکھا۔ اور وہین انتقال فرمایا۔

موضع پرسکھی پرگنہ کڑا کے پچھم ودکھن ایک بلند ٹیکرہ ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اگلے زمانے مین یہ بھرون کا کوٹ تہا۔ جسکو قاضی صاحب نے ۵۶۲ھ مین فتح کیا تہا اور اُسپر عبادتخانہ اور مکانات بنوائے تھے۔ یہ ٹیکرہ پورب پچھم زیادہ لانبا ہے۔ اِس کوٹ کے اُتر ایک پختہ چبوترہ پر (جو مربع ہے) قاضی صاحب کا مزار ہے۔ پچھم طرف ایک تنائی مسجد ہے۔ جسکے اوتر کا حصہ منہدم ہوگیا ہے۔ جو حصہ باقی رہگیا ہے اُسپر بخط طغرہ آیت الکرسی تحریر ہے

اِس چبوترہ پر سب سے پچھم ایک اونچی قبر ہے اوسکے سرہانے ۳ فٹ کا اونچا گول سُتون چراغ جلانیکا بنا ہوا ہے۔ اور یہی قبر قاضی صاحب کی مشہور ہے۔ اسکے پورب تین قبرین اور ہین ایک سید محمود بخاری کی اور دوسری آپکے متعلقین کی بتائی جاتی ہین۔ ان قبرونکے دکھن دو قبرین ہین وسکے بعد تین قبرین خوردسال لڑکون کی ہین۔ پورب جانب ایک حجرہ عبادت کا بنا ہوا تہا اور چاہ پختہ تہا یہ سب منہدم ہوگیا۔ مزار کے اِردگرد سر پت وجنگلی بیر کے درخت کثرت سے ہین۔ نہ کوئی انتظام صفائی اور روشنی کا ہے۔ اور نہ کوئی خادم ومجاور ہے۔ حالانکہ یہ مزار اُس شیر بیشۂ جرأت کا ہے جسکے ہیبت سے کافرون کا زہرہ آب ہوتا تہا۔ جسکی تلوار برق آسا سے بہرام فلک تھراتا تہا۔ افسوس اب اُسکے مزار کی ایسی ابتر حالت ہوگئی ہے کہ دیکھکر رونا آتا ہے۔ اور بیساختہ زبان سے

---

[۱] حسام پور پرسکھی قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے قریب ۲ میل بجانب دکھن و پورب برلب گنگ واقع ہے نمبر اس موضع کا ۳۰۰ ہے۔ کچھار کا رقبہ ۵۰۰ بیگہہ اور اوپرہار کا رقبہ ۲۲۰۷ بیگہہ ہے۔ پرگنہ کڑا ضلع الہ آباد تحصیل سراتہو مین یہ موضع ہے۔

نکل جاتا ہے۔ شعر۔ بر مزارِ ما غریبان نے چراغے نے گلے + نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے۔

سادات بخاری حسامی جنکو قاضی صاحب کی اولاد ہونیکا فخر و شرف حاصل ہے۔ اِس نواح مین بکثرت آباد ہین۔ اور صاحبِ اقتدار بر سرِ عروج ذی مرتبت ہین اور اکثر انمین مدارج عالیہ پر سرفراز ہین۔ اور قاضی صاحب کی پیدا کی ہوئی جائداد سے متمتع ہو رہے ہین اُن کو اپنے جد کے مزار سے ایسی لاپروائی نہ چاہیئے۔

اور جبکہ ایسی حالت ہو کہ نالہ اُنکی قدیمی خاندانی یادگار کو دو چار برس مین مٹانیوالا ہو تو سب ملکر چندہ سے مرمت کرادین روشنی و صفائی کا معقول انتظام اُسی چندہ سے ہو سکتا ہے۔ ایک نقشہ مزار شریف و جامع مسجد کوہ انعام کا بنایا جاتا ہے تاکہ اُسکی حالت معلوم ہو سکے۔ اور گنج شہیدان بھی قریب ہے۔ پانڈے مذکور کی اولاد مین قاضی صاحب کا ایک کلام مجید[۱] تلاوت کرنے کا تبرکاً رکھا ہوا ہے۔

قاضی سید حسام الدین حسن کوہی بخاری کے آٹھ صاحبزادے تھے۔ جو نواسے قاضی نظام الدین صدیقی کے تھے۔ جنکے نام نامی حسب ذیل ہین۔ اور جو شجرہ نمبر ۲ مین درج ہین۔ قاضی سراج الدین عرف محمد عمر۔ سید محمد عرف لہورے۔ قاضی سید رکن الدین۔ قاضی سید نظام الدین۔ قاضی سید میت عرف مٹھائی۔ قاضی علیم الدین عرف علیم اللہ۔ قاضی عظیم الدین عرف اسد اللہ و قاضی سید برہان الدین محمد۔

اور آٹھ قاضی بارہ برہمن جو مشہور ہین وُہ آٹھ صاحبزادے مسطورہ بالا اور پانڈے کے بارہ لڑکے ہین تاریخ سے نابلد و ناواقفون نے اسکے متعلق ایسے فضول قصے من گھڑت بنائے ہین جسکو کچھ بھی تعلق کتب سیر و تاریخ سے نہین ہے۔ افسوس ہے کہ قاضی صاحب کی

---

[۱] زبانی سید عبد الستار سکنہ بڑے گاؤن انسپکٹر پولیس پنشنر کے یہ امور معلوم ہوئے۔

کوئی سوانح عمری (بیاگرفی) باوجود تلاش کے دستیاب نہین ہوئی۔ ورنہ مفصل حالات و واقعات وکارنامے آپکے تحریر کئے جاتے۔ جو قوم کے لئے مفید اور بجائے دستور العمل کے ہوتا سوانح عمریون کی جو حاجت اسوقت مسلمانون کو ہے اُسکی ضرورت تحریر کی جاتی ہے۔ قبل ظہور اسلام آہل دنیا کیجہالت۔ مذہب اسلام دنیا کیلئے رحمت ہے۔ فرزندان اسلام کی مساعی جمیلہ وکارنامے اونکی سوانح عمری ہے قوم کو فائدہ پہونچیگا

دیباچہ کتاب ہذا مین یہ ظاہر کردیا گیا ہے کہ قدرت کے فیاض ہاتھون نے ہر جاندار کو ایک اسکے بقاء ہستی اور دوسرے اسباب ترقی کی دو زبردست قوتین عطا فرمائین ہین۔ انہین قوتون نے ابتدائے آفرینش سے اسوقت تک سیکڑون انقلابات پیدا کردئے۔ اور ہزارون نئی نئی صورتین پردۂ کتم سے ظہور پذیر ہوئین۔

بہت سی قومین دُنیا کے اسٹیج پر آئین اور اپنا تماشا دکھلا گئین۔ اُسوقت کے انہین انقلابات کی ایک ایسی تصویر پیش نظر کی جاتی ہے جسوقت مطلع عالم پر جہالت کے گھٹاٹوپ بادل چھارہے تھے۔ وحشت اور درندگی کا دُنیا پر تسلط تھا۔ تہذیب و انسانیت و اخلاق کے نام شاید اُن کتابون مین نظر آسکتے تھے جنکا دلون پر کوئی اثر نہ تھا۔

بنی اسرائیل حضرت مسیح سے پہلے۔ سانپ اور سانپ کے بچے کہلانے کے مستحق بنگئے تھے۔ ابن مسیح کی لعنت نے انکی ظاہری شکل وصورت کے سوا آدمیت کے نام ونشان کو بھی باقی نہین رکھا تھا۔ یورپ مین جہالت و وحشت کا دور دورہ تہا۔ انگلستان مین برٹن وسکسن قومین آباد تھین جو وڈن بت کی پوجاری تہین۔ فرانس اپنے بیہودگیون کے علاوہ سکسن قوم سے دریائے الب پر معرکہ آرا تہا۔ یہ لڑائی ۸۰۳ء کے بعد تک جاری رہی اور ساڑھے چار ہزار سکسن قیدی نہایت بے رحمی سے ہلاک کردئے گئے۔

ایران پر مزدکیہ کا زور تہا۔ جنہون نے زر زمین زن کو وقف عام کردینے سے اخلاق

انسانی کالیلیامیٹ کر دیا تھا۔ اہل چین نے اپنے ملک کو انسانی فرزند کی بادشاہت سمجھکر خدائے برتر سے منہ موڑ لیا تھا۔ اہل تبت سانپ بچھو حشرات الارض ہی کو خالق جزو کل سمجھتے تھے۔

مصر مین عیسائیت زور و پر تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی شخصیت و ابنیت کی تخصیص و تجدید و توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے گورکھندھے کے متعلق روز نئے نئے اعتقادات اور فرقے پیدا ہوتے۔ ایک دوسرے کی تکفیر کرنا مخالف کو آگ مین جلانا۔ عذاب کرنا ہی باعث نجات جانتا تھا۔

ہندوستان مین پرانون کا دور شروع تھا۔ وام مارگی فرقہ اپنے گندے اصولونکی طرف بندگان خدا کی رہبری کرتا تھا۔ مندروںمین زن و مرد کی برہنہ تمثالین بنا کر اونکی پرستش کرتے تھے۔

یہ مختصر سی حالت اون ملکون کی ہے جو زبردست حکومتون اور شریعتون کے زیر اثر تھے۔ اسی پر ملک عرب کو قیاس کیجئے جہان نہ تو ان سے کوئی حاکم نہ وہان کوئی ہادی تھا ہر کام کے لئے اور ہر قبیلے کے لئے علحدہ علحدہ اصنام مقرر تھے۔ اشعار۔ کسیکا ہبل تھا کسیکا صفا تھا * یہ عزیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا

غرض یونہی گھر گھر نیا اک خدا تھا * جو اونکی دن رات کی دلگی تھی * شراب اونکی گھٹی مین گویا پڑی تھی

ایران و ہندوستان مین عرب و شام مین انگلستان و مصر مین نہین بلکہ سارے عالم مین آتش پرستی تثلیث پرستی ستارہ پرستی سورج پرستی وغیرہ جاری تھی۔ کفر و ضلالت کا ہر طرف بازار گرم تھا

تھی نار شرک سارے زمانہ مین مشتعل	اہل کتاب بھی اسی آفت مین پابگل
روئے زمین پہ نور ہدایت تھا مضمحل	بس دو طرح کے لوگ تھے یا ضال یا مُضل
شیطان کی جہان مین دوہائی پھری ہوئی	یعنی خدا سے ساری خدائی پھری ہوئی

ایسے تاریک زمانے مین جبکہ خدا کا کوئی نام لیوا نہ تھا۔ رحمت الٰہی کا دریائے ہدایت موجزن ہوا۔ شعر

یکا یک ہوئی غیرت حق کو حرکت	بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحانے کی وہ ودیعت	چلے آتے تھے جسکے دیتے شہادت

دعائے خلیل اور نوید مسیحا	ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا

جس نے ان کی آن مین دنیا کی کایا پلٹ دی۔ عقائد باطلہ کی دھجیان اوڑائین۔ مذہب فطری کی حقانیت کا آفتاب کرہ زمین پر چمکایا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبیٰ وَیَنْھیٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ تاالخ کا شاندار سبق پڑھا کر بتلایا۔ شعر

زبان اور دلکے شہادت کے لایق	کہ ہے ذات واحد عبادت کے لایق
اوسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم	اوسی کے طلب مین مرو گر مرو تم

واقعات گذشتہ کے تاریخی صفحات کے سیر کرنے والونسے یہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ فرزندان اسلام جمیع مکارم اخلاق ومحاسن افعال کے سرچشمہ تھے جنکی منور شعاعون نے دنیا کی نگاہونکو خیرہ کر دیا تھا جنکے فتح و نصرت کا علم مشرق سے مغرب تک لہراتا تھا جنکے چشمہ اتفاق نے بغض وعناد کے بھڑکتے ہوئے شعلونپر پانی ڈالدیا تھا۔ جنکے گل عفو نے اپنی بھینی بھینی وسہاونی خوشبو سے دماغ عالم کو معطر کر دیا تھا۔

اونھون نے سبکو توحید کا راگ سنایا۔ یونانی علمونکو کھنڈرون وخانقاہونسے نکال کر۔ اُسکے مردہ جسمونمین تازہ روح پھونکی قبطی وسُریانی وعبرانی وسنسکرت کے علمونکو ازسرنو زندہ کیا شیرازہ جہانداریکو مضبوط کیا۔ اصول مدن ومعاشرت کو قایم کیا۔ اونھون نے آپ اپنی قدر کرنا سکھلایا۔ اونھون نے وحشیونکو انسان۔ انسانکو انسان کامل بنایا۔ تہذیب واخلاق کے دریا بہادیئے۔ اَمْطَرَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ سَحَائِبَ الْاَفْضَالِ وَالْاِنْعَامِ فَغَرِقَ الْمَخْلُوْقَاتِ فِی الْبِحَارِ اَفْضَالِ وَالْکَرَامِ۔ یعنی ابر رحمت وفضل وانعام ہوکر سارے عالم پر برسے۔ اونکے فضل واحسان مین مخلوقات ڈوب گئی۔ بقول تسنیم امروہوی۔ شعر

اخلاق کے لٹائے دنیا مین ہمنے گوہر	بنکر نسیم ہمنے پھیلائی بوئے وحدت
تہذیب کی ضیا کو پھیلایا ہم نے گھر گھر	اسلام کے شجر کو سینچا لہو سے ہم نے

فرزندان اسلام کی اون مساعی جمیلہ وتکالیف کو خیال کیجیے جو اونھون نے جادۂ ترقی پر چلنے مین اوٹھائین۔ مگر واہ رے طلب صادق۔ مجال کیا کہ کوئی قدم پیچھے پڑ تو جاے۔ رات دن۔ اندھیرا اجالا دریا پہاڑ سمندر ریگستان اونکے لئے سب یکسان تھا۔

ضیاء بن بیطار کی لائف پڑہیے۔ اوس نے جڑی بوٹیون وعلم نباتات کے حصول کے لئے جزیرہ۔ صحرا جنگل وبیابان سبکو روند ڈالا۔ علامہ بشاری ۲۰ برس اور ابو الفرج اصفہانی ۵۰ برس تک زمین کے گز بنے رہے تدوین علم جغرافیہ کے لئے جہان کی خاک چھان ڈالی۔ اُطلبوا العلم ولو کان بالصین تمتع زہر گوشۂ یافتم ٭ زہر خرمن خوشۂ یافتم پر کاربند ہوئے۔ تب ہی تو اونھون نے اپنے کمال کا ڈنکا چارو انگ عالم مین بجایا۔

یہ ہین مختصر کارنامے بزرگان اسلام کے۔ جو مخزن خیر وبرکت منبع فیض وکرامت سرچشمہ علم وفضل تھے ایک ہماری قوم ہے کہ دریاے نکبت مین غرق معدن فسق وفجور۔ جب سے ہم نے آپ اپنی قدر کرنی۔ اپنے پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا اور اوس طریق عمل کو خیر باد کہہ بیٹھے جو ہمارے بزرگون کا دستور العمل تھا۔ جس سے ہماری قوم ایسی حالت کو پہونچگئی ہے کہ زندہ قومون مین اونکا شمار باقی نہین رہا۔

اس گری ہوئی حالت مین صرف ایک تدبیر پھر سنبھلنے کی ہے وہ یہ کہ اوس لازوال خزانہ وبیش بہا گنجینہ کو ہم کام مین لاوین جسکو بزرگان صالحین نے اسی وقت کے لئے جمع کیا تھا۔

اونکے زندگی کے حالات وواقعات کا بغور مطالعہ کرین۔ اونکے ذرایع ترقی کو معلوم کرین۔ اور دیکھین کہ وہ کونسے اسباب ہین جس سے ہماری پورانی اور کھوئی ہوئی عظمت وبرتری پھر دوبارہ حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ سوانح عمری (بیاگرفی) اون بزرگونکی ایک لازوال دولت ویادگار ہے جنھون نے اپنی نمایان کوششون وجانفشانیون اور عرق ریزیونسے دنیا مین نیکیان وکمالات پھیلائے۔ اور

پسماندونکے لئے اپنی مساعی جمیلہ کا عمدہ سبق چھوڑا۔

مطالعہ سوانح عمری (بیاگرفی) خاصکراوس قوم کیلئے تازیانہ ہے جو قعر ذلت مین گر رہی ہو۔ اور اسی سے اگلی عظمت کے حصول کا دوبارہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔

مصلحان قوم نے (خدا اونھین جزاے خیر دے) اس علاج کو معلوم کرکے اُردو مین ایک مستقل سرمایہ بیاگرفی کا جمع کرنا چاہا چند بزرگون کی سونح عمری مرتب کین جو کافی نہین ہین۔

ایک مختصر فہرست اون بزرگونکی تحریر کرکے خاتمہ کتاب پر لکھدی جاویگی جو یا تو موجد فن تھے یا اونکو اوس فن مین دستگاہ کامل تھی اگرانکی سوانح عمری اُردو مین عمدگی سے بنائین جاوین تو بہت کچھ اُمید قوم کی پھر معراج کمال پر پہنچنے کی ہے قوم مین اب بھی بہت سے ایسے انفاس موجود ہین جو اس کام کو بحسن وخوبی انجام دے سکتے ہین۔

خدا یا وہ دن جلد آوے کہ جب قوم مین رازی غزالی ابن خلدون کے ایسے پھر نامور فضلا پیدا ہون۔ آمین۔

نہو تو مایوس دل شکستہ بکھر گئے ہین اگر یہہ موتی
کہ زیادہ تر حُسن و عمدگی سے گوندھینگے ہار دگر یہ موتی

تقسیم مواضعات مفتوحہ۔ قاضی سید حسام الدین حسن رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے آٹھ صاحبزادون مین مواضعات مفتوحہ کو اسطرح تقسیم کیا سید سراج الدین کو موضع نرور اور سید رکن الدین کو بسٹھیری و سید محمد عرف لموری کو بڑا گانون سیدمیت کو عالم چند و سید نظام الدین کو کوہ خراج اور سید علیم الدین کو کوہ انعام و سید برہان الدین کو نور پور متصل کوری عطا فرمایا۔

یہی قاضی صاحب کے آٹھ صاحبزادے آٹھ مواضعات سادات بخاری کے مورث اعلیٰ ہین۔ اگرچہ شجرہ نمبر ۱۲ مین یہ امر دکھلا دیا ہے تاہم ایک دائرہ ذیل مین بنایا جاتا ہے تاکہ بخوبی ناظرین کے سمجھ مین آجاوے
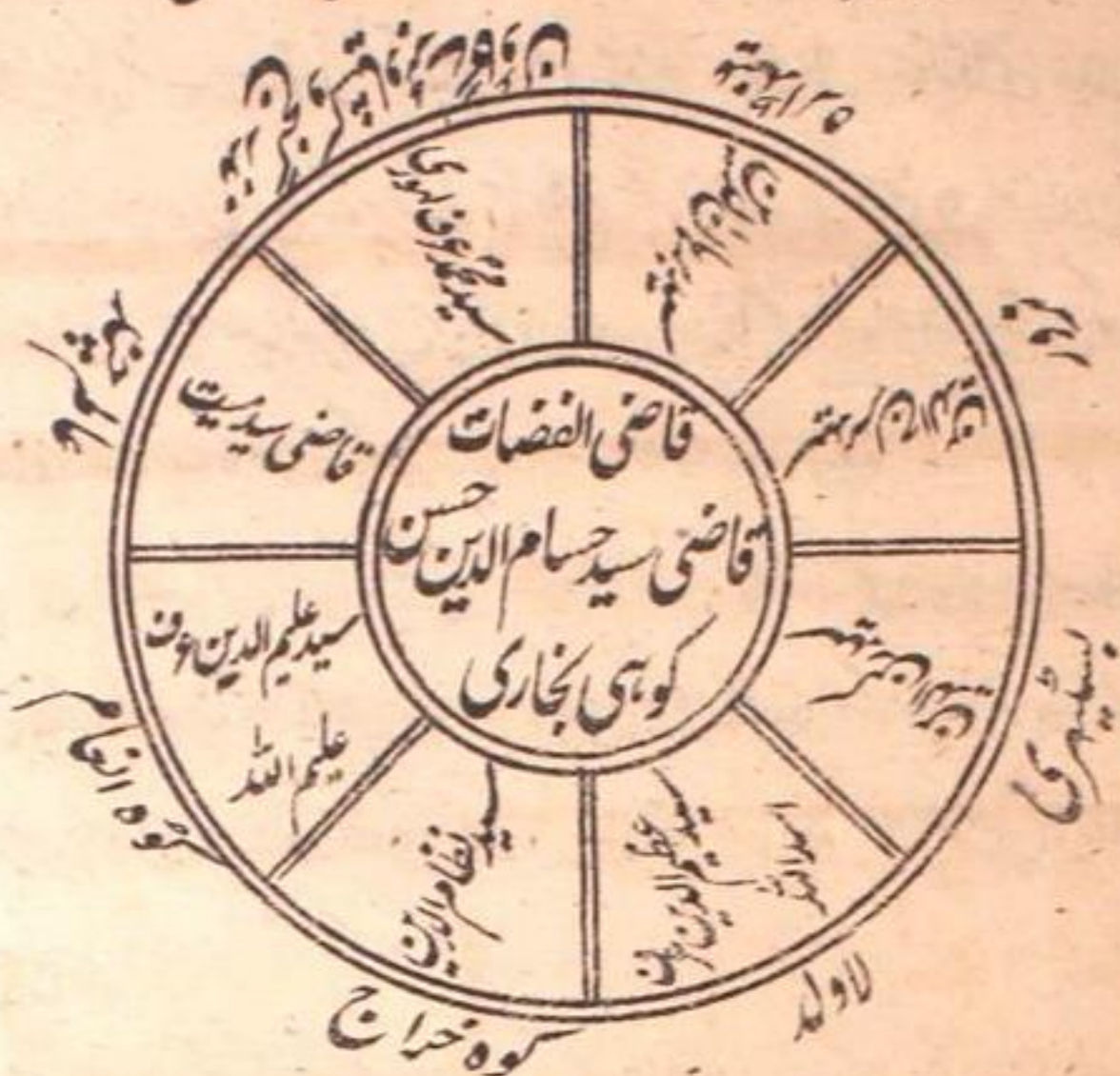
قاضی سراج الدین عرف عمر کے حالات و اعقاب

قاضی سراج الدین عرف عمر بن قاضی حسام الدین حسن مورث اعلیٰ سادات بخاری موضع نزور پرگنہ چائل ضلع الہ آباد کے ہین آپ کا مزار درمیان موضع نزور و بسیٹھری کے ہے یہ موضع آپکو وراثت پدری مین ملا تھا اسکی آبادی مین آپ نے کوشش کی۔ اسی موضع مین حضرت شاہ بہمن غوری کی قبر ایک مسجد قناتی کے اندر بنی ہوئی ہے قریب مزار ایک پتھر پر قدیم خط نسخ مین کچھ عبارت لکھی ہوئی ہے بوجہ شکست جا بجا پڑھی نہین جاتی۔ یہہ بزرگ شیخ صدیقی ہین اور لب گنگ عبادت خانہ بنا کر زہد و ریاضت مین مشغول تھے۔ موضع نزور مین اولاد قاضی صاحب کی آباد ہے۔ حکیم مولوی محمد موسیٰ صاحب و محمد عیسیٰ و عبد الشکور و محمد ظہور و مسیح الدین و نور الدین و معین الدین و حمید الدین و محمد بشیر و محمد اسحاق وغیرہ موجود ہین۔ انکا شجرہ نسب صفحہ آئندہ پر درج ہے۔ مولوی حکیم سید محمد موسیٰ عالم و باعمل و طبیب ہین خیالات پاکیزہ رکھنے والے ہین۔

قاضی سید میت مورث اعلیٰ سادات عالم چند پرگنہ چائل کے حالات و اعقاب

سید میت کی نسب مین اقوال مختلف مین. بعض آدمیونکا یہ خیال ہے کہ قاضی سید میت سید محمد عرف لہوری بن قاضی حسام الدین حسن کے پرپوتے تھے اونکا شجرہ نسب اسطرح قاضی حسام الدین تک پہونچتا ہے قاضی سید میت بن قاضی نصیر الدین بن سید محمد عرف لہوری بن قاضی حسام الدین حسن کوہی۔ جیساکہ سید حکیم الدین سکنہ بڑے گانون کے شجرہ مطبوعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

صاحبان عالم چند اس نسب کو نہین مانتے اونکا بیان ہے کہ قاضی سید میت مورث اعلیٰ سادات عالم چند یعنی ہمارے جد بزرگوار قاضی سید حسام الدین کوہی بخاری کے صاحبزادے بلند اقبال تھے۔ تقسیم آبائی مین یہ موضع ہمارے مورث اعلیٰ کو ترکہ مین ملا تھا۔ صاحب مراۃ الکونین بھی اونکے کلام کی تائید کرتے ہین۔

چونکہ ہر شخص اپنے نسب کو بہ نسبت غیر کے صحت کے ساتھ جانتا ہے لہذا قابل اعتبار صاحبان عالم چند کا بیان مانکر ہم نے اس خاندان کا شجرہ نسب سید میت بن قاضی حسام الدین کوہی سے مرتب کیا علاوہ اسکے زیادہ تر اوسکے معتبر ہونیکی یہ وجہ معلوم ہوئی کہ قاضی سید میت بن قاضی عثمان کے صرف دو صاحبزادے سید نظام الدین و سید منجن تھے۔ ان بزرگونکی اولاد ہنوز موضع کشیا پرگنہ چائل مین موجود ہے جیساکہ شجرہ مطبوعہ مرتبہ سید حکیم الدین مین مندرج ہے جسکی مشرح کیفیت مکمل شجرہ آئندہ درج ہوگا۔ ان سید میت کے کوئی صاحبزادے سید نصیر الدین نامی نہین تھے۔ شجرہ نسب سادات عالم چند مین سید میت کے صاحبزادے کا نام سید نصیر الدین تحریر ہے اس سے معلوم ہوا کہ سید میت بن قاضی عثمان اور تھے جنکی سکونت کشیا مین تھی اور سید میت بن قاضی سید حسام الدین حسن دوسرے شخص ہین جو سادات عالم چند کے مورث اعلیٰ ہین۔ چونکہ یہ دونون بزرگوار ایک ہی نام کے تھے اسوجہ سے بعض آدمیونکو دہوکا ہوتا ہے۔

قاضی سید میت نے سرائے نرنا عرف عالم چند مین رہنا اختیار کیا۔ اونسے سید نصیر الدین پیدا ہوئے جو

شجاع وبہادر تھے۔ یہ اکثر اقوام بھروملاحان کو زیر کیا کرتے تھے جو اوس نواح مین ڈاکہ زنی کیا کرتے تھے
اور غفلت مین اکثر لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ علاوہ اسکے جنگ عماہان مین بھی اونکو امداد دینی پڑتی تھی اسوجہ سے
ہمیشہ مستعد بجنگ وآمادہ پیکار رہا کرتے تھے۔ اور اپنے ہم رتبہ وہمسایہ زمینداران کیوجہ پٹی داری لڑنا پڑتا
تھا۔ چنانچہ بزمانہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر مردمان موضع برٹے گانون سے ایسی جنگ عظیم انسے ہوئی کہ
جسقدر مردمان جنگ ازما معہ رعایا اس گانون کے تھے سب مارے گئے۔ کوئی شخص سرائے نرنا مین باقی نہین
رہا۔ سید داؤد بن سید نصیر الدین معہ اپنے دوسرے بھائیون کے شہید ہوئے۔ اسی خلفشار مین سید داؤد کی
حاملہ عورت اپنے میکے پہونچی۔ کچھ دنون کے بعد اوس عفیفہ کے بطن طاہر سے سید الہ دیا پیدا ہوئے اور
نانہال مین اونھون نے پرورش پائی۔

جب اقوام بھروملاحان نے میدان خالی پایا۔ اور کوئی سرکوب اونکو نظر نہ آیا تو اونھون نے ڈاکے
پر ڈاکہ ڈالنا شروع کیا اور ایسی غارتگری آغاز کی جس سے قرب وجوار کی رعایا سخت پریشان ہوئی۔ عالمگیر
شاہ کو جبکہ وہ الہ آباد سے دہلی واپس جارہے تھے متواتر خبرین ڈاکہ زنی وکشت خون کی پہونچین بادشاہ
موصوف اوسکے دفع کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور رہزنونکو قلع قمع کر کے۔ سرائے نرنا کو ازسرنو آباد کیا اور اوسکا
نام عالم چند اپنے نام پر رکھا اور سید الہ دیا بن سید داؤد کو نانہال سے طلب کر کے بہت نوازش کی۔ اور
موروثی جائداد اونکو عطا کی۔

سید الہ دیا سے سید صالح اور اونسے سید عبد النبی اور اونسے محمد عاشق پیدا ہوئے۔ سید محمد عاشق مثل اپنے
اجداد کے شجاع وبہادر تھے۔ شاہ عالم بادشاہ کے وقت مین محمد عاشق نے بہت کچھ داد جوانمردی دی۔
رہزنون اور ڈاکہ زنون کا کافی انسداد کیا جس سے بادشاہ موصوف نے سید صاحب کے حسن خدمت سے
خوش ہوکر پروانہ خوشنودی عطا کیا۔ کچھ دنون بعد اقوام بھر نے غفلت مین اوس نیر برج شجاعت کو شہید
کر ڈالا۔ شاہ موصوف کو آپکے انتقال وناگہانی موت کا افسوس ہوا سید غلام حیدر کو جو محمد عاشق کے

خورد سال لڑکے تھے دہلی طلب کرکے اونکو فنون سپہ گری کی تعلیم دلائی۔ اور بہت مہربانی فرمائی۔

سید غلام حیدر بعدازان نواب قاسم علی خان والی مرشدآباد کے یہان ایک معقول تنخواہ پر ملازم ہوئے۔ مدت تک سرکار مرشدآباد کے نمک خوار رہے لوگونکا خیال ہے کہ تبدیلی مذہب کا باعث غالباً قربت نواب صاحب ہو۔ ازمراۃ الکونین

سید غلام حیدر کی دو منکوحہ تھین پہلی شادی سے سید سعادت علی اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ دوسری شادی بدرالنسابی بی دختر جاوید علی منڈاروی سے ہوئی اونکے بطن سے ایک صاحبزادے سید رحمت علی اور تین لڑکیان پیدا ہوئین۔

سید رحمت علی بن غلام حیدر کی دو منکوحہ تھین۔ اول شادی تحفہ بی بی بنت بہوج میان منڈاروی سے ہوئی۔ جسکے بطن سے سید محمدؐ اور سید محمدؐ سے میر محمد پیدا ہوئے۔ میر محمد سے سید امیر حسن اور امیر حسین وجمیل حسن پیدا ہوئے۔ سید امیر حسین اچھے مضمون نگار ہین۔ تحریر اردو انکی عمدہ ہوتی ہے معلومات اچھی ہے۔ سید جمیل حسن بی۔ اے محکمہ مدارس مین ڈپٹی مدارس رہے۔ بقضاے الٰہی عالم جوانی مین فوت ہوئے ان سب کی اب سکونت بھنڈارہ مین ہے۔

میر رحمت علی کی دوسری شادی دختر عظمت اللہ منڈاروی سے ہوئی جنکے بطن سے سید ابوالحسن و سید ابوالحسین وشمس الضحیٰ ومحمد ہادی پیدا ہوئے انکی سکونت عالم چند مین ہے اور اولاد قاضی سید بیت کی موضع عالم چند مین آباد ہے۔ انکے طہارت نسبتی مین کوئی شک وشبہ نہین۔ شرفائے قرب وجوار سے انکی قرابت ہے۔

حاجی سید محمد رضا حسن انسپکٹر پولیس جواب ریاست رامپور مین کلکٹر ہین خوبیون کے آدمی ہین۔ آپ کربلاے معلی ونجف اشرف وامامکن کے زیارت سے مشرف ہوئے۔ اپنا سفرنامہ ان مقامات متبرکہ کا طبع کرایا ہے جو زائرین کیلئے نہایت مفید اور کارآمد ہے۔

قاضی سید محمد عرف لہوری مورث اعلیٰ سادات بخاری نذر گنج وکشیا وبڑاگانون ضلع الہ آباد

قاضی سید محمد عرف لہوری بن قاضی سید حسام الدین کو ہی کو موضع بڑا گانون ترکہ آبائی مین ملا تھا۔ اونھون نے بڑاگانون مین طرح اقامت ڈالی اونسے سید نصیر الدین پیدا ہوئے نصیر الدین سے سید محمد یوسف وقاضی محمد عثمان پیدا ہوئے۔ محمد عثمان نے بڑاگانون سے ترک سکونت کرکے موضع کشیا مین رہنا اختیار کیا۔ سید محمد یوسف جداعلیٰ صاحبان نذر گنج وبڑاگانون کے ہین اور قاضی عثمان جداعلیٰ مردمان کشیا کے ہین۔

قاضی محمد یوسف کا ایک تالاب خام بڑے گانون مین بنوایا ہوا ابتک موجود ہے۔ اور اوس جگہہ مشہور ہے کہ اونکی قبر بھی ہے جو قاضی یوسف کے ڈیہر کے نام سے شہرت پذیر ہے۔ پر ویزا باد ایک پورہ آباد کیا تھا۔ قاضی محمد یوسف کے دو صاحبزادے تھے۔ عبدالستار وشہاب الدین۔ عبدالستار کے خاندان مین نذر محمد ہوئے جھون نے نذر گنج آباد کیا۔ اسیوجہ سے بڑاگانون مین ایک محلہ نذر گنج کے نام سے مشہور ہے۔

قاضی سید نذر محمد کی اولاد نذر گنج مین آباد ہے۔ انکے سادات نسبی مین کوئی شک وشبہ نہین۔ اونکی رشتہداری وقرابت داری مواصلت قرب وجوار کے سادات وشیوخ مین ہوتی ہے۔ باشندے یہان کے ملنسار خلیق و صاحب علم وصاحب ثروت ہین۔ زیادہ تر ملازمت پولیس انکو پسند ہے منشی وزیر احمد ومنشی عبدالقیوم ومحمد الیاس انسپکٹر پولیس ومحمد صدیق ومحمد فیاض سب انسپکٹران وغیرہ نے نہایت عمدگی سے اپنے فرائض منصبی انجام دیے۔ سید محمد صدیق وخلیل احمد ومحمد حی مرحوم کی خوش گوئی وظرافت طبعی مشہور ہے۔ انکا نسب نامہ صفحہ آئندہ پر درج ہے۔

سید شہاب الدین بن قاضی یوسف بن نصیر الدین بن قاضی سید محمد لہوری کے اولاد واعقاب کی نسبت عام خیال لوگونکا یہ ہے کہ اونکی اولاد مین اب اسوقت کوئی شخص موجود نہین ہے۔ حکیم الدین سکنہ بڑاگانون نے ایک شجرہ نسب اپنا طبع کرایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ سید شہاب الدین کی اولاد مین میان مقبول احمد

ومحمد عیسی و محمد موسی و عبد الجلیل و عبد الشکور و عبد الجبار و عبد الغفار و اظہار احمد و نظام الدین و وصی احمد و علی احمد و نعیم الدین و محمد الیاس و قمر الدین و فخر الدین و امیر اللہ و صفات اللہ و عطاء اللہ وغیرہ موضع بڑاگانون مین موجود مین - یہ شجرہ نسب مطبوعہ ہے جسکو ضرورت ہو وہ بڑاگانون سے طلب کرکے ملاحظہ کرے - مگر میرے تحقیقات سے یہ امر صاف نہ ہوسکا -

قاضی محمد عثمان بن سید نصیر الدین بن قاضی سید محمد عرف لعوری کی نسبت تحریر ہوچکا ہے کہ وہ موضع کھتیا مین آباد ہوئے اونکی اولاد موضع کشیا مین سکونت پذیر ہے جسکا شجرہ نسب نمبر ۲۸ پر درج ہوگا -

سید محمد صالح بن سید غلام عالم کے اعقاب مین اسوقت موضع بڑھے گانون مین سید ظہیر الحق و سید فیاض الحق و بشیر الحق و انیس الحق و مصلح الدین موجود و بقید حیات مین سید محمد صالح صاحب کا ایک باغ نصب کردہ ابتک موجود ہے -

سید رکن الدین مورث اعلیٰ سادات بخاری حسامی موضع ٹیڑہی ضلع الہ آباد کے حالات و اعقاب

سید رکن الدین کو تقسیم آبائی مین موضع ٹیڑہی پرگنہ چائل ضلع الہ آباد ملا تھا۔ یہ موضع برلب گنگ الہ آباد سے ۲۲ میل غرب موضع منگرور کے محاذ مین آباد ہے۔ سید رکن الدین نے اسی موضع مین بود و باش اختیار کی تھی اور اوسکی زرخیزی مین کوشش کرتے رہے۔ انکو بھی بہرون سے لڑنا پڑتا تھا جو اس موضع کے اطراف مین غارتگری پر کمر بستہ رہا کرتے تھے۔

انکے اولاد و اعقاب مین مکرم میان و منگن میان و حبیب میان و احمد میان ہوئے۔ انکے ذریت و اولاد موضع مذکور کے زمیندار ہین۔ مکرم میان کے خاندان مین عظیم الدین و شوکت علی حبیب میان و رفیع الدین تہور حسین و حبیب اللہ و فضل رب و عبد الرب و رکن الدین ہین اور منگن میان کے اولاد مین حبیب اللہ و کلو میان و علیم اللہ و سمیع اللہ و اشفاق اللہ و حبیب میان کے خاندان مین انصار اللہ و نثار اللہ و انوار اللہ و عبد اللہ و محمد ہارون و محمد یونس ہین اور احمد میان کے اعقاب مین نذیر الدین و نذر الدین و امیر الدین اسوقت موجود ہین۔

موضع کوہ انعام و کوہ خراج کے مختصر حالات

قبل اسکے صفحہ ۱۰ مین یہ تحریر ہوچکا ہے کہ قاضی سید حسام الدین حسن کوہی رحمتہ اللہ علیہ نے موضع کوہ کو بھرون سے لڑکر فتح کیا تھا اور قرب و جوار کے ۲۲ مواضعات کو اپنے قبضہ مین کرلیا تھا جنکو ذریعہ فرمان فیروز شاہ نے قاضی صاحب کو عطا کیا۔ اونہین انعام شدہ مواضعات مین یہ کوہ بھی تھا اسلیئے اسکا نام کوہ انعام^ط ہوا۔ اور اسی کوہ کے قریب ایک دوسرا موضع تھا اوسکا خراج قاضی صاحب بادشاہ وقت کو دیا کرتے تھے اسوجہ سے

ط کوہ انعام ایک بلند مقام پر آباد ہے غالباً یہ بہر کا قلعہ تھا منہدم ہوکر اب ٹیکرہ کے شکل ہوگیا ہے اسکے پچھم جانب ایک عیدگاہ قاضی صاحب نے بنوائی تھی وہ شکستہ ہوگئی جسکا احاطہ بنایا گیا ہے۔ کوہ انعام مین عثمانی شہید کے نام کی ایک قبر موجود ہے جو سید علیم الدین عرف عثمانی

وہ کوہ خراج۔ کے نام سے موسوم ہوا۔ ڈسٹرکٹ گزیٹر جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۱ کا ترجمہ درج ہے پہلے زمانہ مین موضع کوہ دو حصوں پر منقسم تھا۔ کوہ انعام یعنی معافی والا کوہ کوہ خراج یا خراج دینے والا کوہ۔ کوہ انعام سنہ ۱۸۵۷ء کے بلوہ مین برباد ہوگیا تھا سنہ ۱۹۱۱ء مین اسکی مردم شماری ۱۷۰۵ تھی اسمین ایک مشہور مسجد ہے جسکی حالت خراب ہے۔ ایک پتھر پر تاریخ تعمیر کندہ ہے سنہ ۱۳۶۴ء مین فیروزشاہ کے وقت مین قاضی حسام الدین نے بنوائی تھی۔

اور کتاب سروے مطبوعہ سنہ ۱۸۶۳ء مین اس مسجد کی پیمائش بنا کی تاریخ و بانی مسجد کا نام بہت مشرح تحریر ہے۔ اور پتھر کے اشعار بھی اوسی جگہ درج کیا ہے مگر انگریزی مین وہ اشعار ٹھیک نہین ترجمہ ہوسکے۔ وہ اشعار اصل مین یہ ہین۔

بنا شد جامع مسجد منور
شدہ فیروز شاہنشاہ غازی
حسام الدین حسن صدر زمانہ
بسلخ ماہ رمضان گشت موجود

بعہد شاہ عادل ہفت کشور
بفرمائش بنائے خیر قاضی
بفضلش گشت در عالم نشانہ
زہجرت ہفتصد ہشتاد وشش[۷۸۶] بود

ترکہ آبائی مین یہ موضع سید علیم الدین بن سید حسام الدین کو ملا تھا۔ اونکی اولاد ہنوز یہان کے مالک و زمیندار ہے۔ سید ضمیر الدین سب انسپکٹر پنشنر و سید عبد العزیز خوبیون کے آدمی ہین۔

باب سیوم ۔ قاضی سید برہان الدین بن قاضی حسام الدین حسن کوہی کے حالات واعقاب کا تذکرہ

اس باب مین قاضی سید برہان الدین بن قاضی سید حسام الدین حسن کوہی کے حالات زندگی وشجرۂ نسب واعقاب کا تذکرہ ہے۔ اور قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ جو قاضی برہان الدین کے پانچوین پشت مین پیدا ہوے اونکا شجرہ نسب وحالات اور نورپور سے منتقل ہوکر منڈارہ مین آنیکا بیان ہے۔

قاضی سید برہان الدین کے حالات واعقاب کا مختصر تذکرہ

قاضی سید برہان الدین کو موضع نورپور* متصل موضع کورئی پرگنہ چائل ضلع الہ آباد ترکہ آبائی مین ملا۔ وہ وہان آکر آباد ہوئے۔ اور آبادی موضع مذکور کے بڑہانے مین کوشش کرتے رہے۔ مواضعات بہشورہ ومحی الدین پور وکورئی وغیرہ کو اونھون نے اقوام بہرو ملاحان سے بزور لیکر اپنے قبضہ مین کیا۔ اور اونکو زیر ومطیع کرکے اپنا اقتدار اونپر ایسا بیٹھایا کہ وہ ڈاکہ زنی نہین کرسکتے تھے۔

عہدہ قضا کو جو ورثتاً ملا تھا قائم رکھا۔ اور مثل اپنے اجداد کے مجاہدہ نفسی وزہد وریاضت مین زیادہ تر مشغول رہتے تھے۔ ہدایت خلق بدستور جاری تھی۔ اور یہی ترکہ آبائی وخاندانی تصور کرنا چاہئے۔ آپ کے صاحبزادے کا نام فیض اللہ تھا۔

قاضی سید فیض اللہ ولد قاضی سید برہان الدین۔ بعد وفات اپنے والد کے عہدہ قضا پر مامور ہوے زاہد وعابد وشجاع وسخی تھے۔ علم وفضل مین یگانہ روزگار تھے اقوام بہرو ملاحان وکیوٹ نے انکے وقت مین ایکمرتبہ یورش کی۔ سید فیض اللہ نے اونکو نہایت بہادری سے لڑکر ہزیمت دی۔ مدت تک ہدایت خلق مین

---

* موضع نورپور درمیان موضع عالم چند وکورئی کے آباد تھا۔ اسوقت دریاے گنگ اوسکا جنوب مین روان تھا۔ اسکے قریب مواضعات محی الدین پور وبہشورہ وغیرہ تھے۔ اور اسی موضع مین قاضی سلطان محمد رہا کرتے تھے۔ بوجہ طغیانی دریاے گنگ یہ موضع غرق ہوگیا۔ اسوقت غیرآباد ہے۔ جابجا کھنڈر ومکان کے نشانات پائے جاتے مین خیال ہوتا ہے کہ یہی مقام مسکن خاندان قاضی برہان الدین کا تھا۔

مصروف رہکر راہی ملک بقا ہوئے۔ اور موضع نورپور مین مدفون ہوئے۔ قاضی عبدالحمید آپ کے صاحبزادے کا نام تھا۔

قاضی عبدالحمید بن قاضی سید فیض اللہ بن قاضی سید برہان الدین۔ بعد وفات پدر بزرگوار رونق افروز مسند قضا ہوئے۔ انھون نے بہرون وملاحونکو نوکر رکھا اس سے ایک قسم کا اطمینان ہوگیا۔ اور وہ خوف جو اقوام مسطورہ بالا سے رہا کرتا تھا جاتا رہا۔ یہ دیندار متشرع عالم باعمل وقانع تھے۔ بعد وفات موضع نورپور مین مدفون ہوئے۔ اور اپنا جانشین اپنے لخت جگر سید علی احمد سعید کو کیا۔

قاضی سید علی احمد سعید بن قاضی عبدالحمید۔ بعد وفات اپنے پدر عالی قدر کے عہدہ قضا کو بہت خوبی سے انجام دیا۔ علم صوری ومعنوی مین فرد۔ متوکل خلیق وبامروت نیک سیرت تھے۔ انکے لڑکے قاضی ملک محمد تھے۔

قاضی سید ملک محمد بن قاضی علی احمد سعید سے قاضی سید سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اور یہ بزرگوار مورث وجد اعلی سادات بخاری منڈارہ پرگنہ نوابگنج ضلع الہ آباد کے ہین اور خدا نے انکو وہ شرف عطا فرمایا کہ انھین کے نسل سے ایسے ایسے علما وصلحا وزہاد واتقیا واشجع پیدا ہوئے جنکا مثل اوس زمانہ مین نہین تھا۔ قاضی سید سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ موضع نورپور مین مدت تک تعلیم وہدایت خلق مین مصروف رہے۔ کچھ دنون بعد اتفاقاً دریائے گنگ مین ایسی غیر معمولی طغیانی ہوئی جو طوفان نوح سے کم نہ تھی اور گرد کے کل مواضعات کوری ونورپور ومحی الدین پور وغیرہ تہ آب ہوگئے۔ قاضی سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ اس سے بیتاب وپریشان ہوکر اور موضع نورپور کو خیرباد کہکر معہ عیال واطفال موضع منڈارہ کو چلے آئے۔ اور اپنے پیر بھائی شیخ معین الدین† کے پاس مقیم ہوئے۔ موضع منڈارہ اوسوقت بالکل ویران تھا۔ آبادی کا

† شیخ معین الدین موضع لہدری متصل کڑہ کے رہنے والے تھے اور شیخ صدیقی تھے۔ مرید حضرت قدوۃ العارفین مخدومنا ومولانا شیخ حسام الدین مانکپوری کے تھے اور موضع منڈارہ کے دیاؤ مین بر لب گنگ ایک عبادت خانہ بناکر زہد وریاضت مین مصروف تھے

وہان نام نہین تھا شیخ معین الدین صدیقی اوسی ویرانے مین لب گنگ ایک عبادت خانہ بناکر زہد و ریاضت مین مشغول تھے۔

وطن کے چھوٹنے کا غم۔ عیال واطفال کی پریشانی۔ غیر مانوس جگہ کی وحشت و ویرانی۔ جائداد موروثی کے ضائع ہونیکا رنج وافسوس۔ قاضی سید سلطان محمدؒ کے لئے کچھ کم مصیبت نہ تھی۔ میدان کربلا مین پانی کی کمی سے آپکے جد سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو مصیبت پیش آئی تھی وہی اونکی طغیانی نے یہان قاضی صاحب کے ساتھ کی۔ مگر صبر و رضا جو سادات کا خاص حصہ ہے۔ اس غم و پریشانی مین قاضی صاحب کے کام آیا۔ اور یہ فرماکر کہ رضیا بقضاء اللہ خاموش ہورہے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے مقولے پر کاربند ہوئے۔ جسکا نتیجہ قاضی صاحب کے حق مین بہت اچھا ہوا۔ اور قلیل مدت مین ایک وسیع رقبہ اونکو نعم البدل وراثت آبائی کے ملا۔ اور وہ اپنے حیات مین ایسے زرخیز خطہ کے مالک ہوئے جسکی سرسبزی و شادابی ضلع الہ آباد مین اعلیٰ مانی جاتی ہے۔ اور ہنوز اونکی اولاد کے قبضہ اقتدار مین وہ زمین معتبوضہ ابتک موجود ہے سچ ہے اگر در شہوار صدف سے باہر نہ نکلے تو وہ شاہان عالم کے سر کا تاج کسطرح بنے۔ لعل اگر کان بدخشان ہی مین رہے۔ تو اتنا ہر دل عزیز نہ ہو حضرت یوسف علیہ السلام اگر کنعان ہی مین رہتے تو مصر کی حکومت کیونکر پاتے۔

(سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۵۸) یہ عبادت خانہ اوس جگہ تھا جہان آب سید فضل امام منڈاروی کا مکان ہے۔ اور ایک خام مسجد اونکی تعمیر کی تھی جسکو سید بار علی منڈاروی نے پختہ بنوا دیا ہے اور ابتک موجود ہے۔ اونکے اوتر ایک گڑھی ہے جو شیخ معین کے گڑہی کے نام سے مشہور ہے۔ دروازہ مسجد پر اونہون نے ایک درخت املی کا نصب کیا تھا جو عرصہ چھ برس کا ہوا پورانا ہوکر گر گیا۔ از ضیع الانساب

انکے پیر بہائی قاضی سلطان محمدؒ تھے جب موضع نورپور دریا کی طغیانی سے غرق ہوگیا تو قاضی صاحب معہ عیال و اطفال نورپور سے انکے پاس چلے آئے جیساکہ تحریر ہوچکا اور انہین کی سعی سے بہ سفارش حضرت حسام الدین حسن مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ عہدہ قضا پرگنہ سنگرور و معافی دیہہ قاضی سلطان محمدؒ کو اکبر شاہ نے عطا کی شیخ صاحب اخیر عمر مین منڈارہ سے (الہ آباد) وطن واپس گئے۔ قبر آپ کی موضع بہدری مین ہے۔ از ضیع الانساب

قاضی سید سلطان محمد رحمتہ اللہ علیہ کچھ دنون تک موضع منڈارہ کے اوس عبادت خانہ مین مقیم رہے جو اونکے پیر بھائی شیخ معین الدین صدیقی نے لب گنگ بنایا تھا مشیت ایزدی سے دریائے گنگ نے اپنا قدیم راستہ چھوڑا اور دکن جانب اوسنے ہٹنا شروع کیا یہانتک کہ کچھ دنون کے بعد موضع اوجین گڈھ عرف اوجینی پرگنہ چائل کے نیچے بہنے لگی۔ ۴ میل کے عرض اور ۱۰ میل کے طول مین زمین کیبار رفتہ رفتہ برآمد ہوئی جسپر قاضی صاحب نے قبضہ کر لیا۔ اکبر شاہ اوسوقت تخت دہلی پر متمکن تھا۔ اور وہ قاضی صاحب سے واقف تھا کیونکہ جب وہ براہ دریا دہلی سے الہ آباد جا رہا تھا۔ اور کشتی شاہی اتفاقیہ موضع کوری کے پاس ٹوٹ گئی تھی۔ قاضی صاحب نے حاضر خدمت بادشاہ ہوکر بہت کچھ امداد کی تھی شاہ موصوف اس حسن خدمت سے بہت خوش ہوا تھا۔ اور کل رقبہ برآمدہ دریائے گنگ کو قاضی صاحب کے نام لکھدیا۔ اور ایک ہلکی مالگذاری مقرر کردی۔

قاضی سلطان محمد نے زمین برآمدہ مین ایک موضع اپنے نام کا آباد کیا جو ابتک سلطانپور کے نام سے مشہور ہے۔ اور یوسف پور بنام قاضی محمد یوسف اپنے صاحبزادے کے نام سے آباد کیا اور دادن پور بنام قاضی دادن ولال پور بنام قاضی لال محمد و پیر دیو بنام قاضی پیر محمد بزرگان قاضی سلطان محمد کے نام سے آباد ہوتے رہے۔

قاضی سلطان محمد نے پچھم جانب ایک مسجد پختہ طیار کرائی تھی جسکے کھنڈر ابتک قاضی عبدالکریم کے باغ ابنہ واقع مدرسہ کے پچھم موجود ہین مصنف نے ابتدائے شباب مین اسکو شکستہ حالتمین دیکھا تھا۔ اور بعد وفات قاضی صاحب اوسی مسجد کے اوتر جانب مدفون ہوئے۔ قبر کا پختہ چبوترہ شکستہ ابتک موجود ہے۔

اور ایک شخص کو مسجد خدمت کے لیئے وہان پر آباد کیا تھا جسکے ذریت مین رزاق شاہ نامی ہوئے۔ اوسکو سید محمد عظمت اللہ صاحب منڈاروی نے حسب صلاح اوسکے اوس جگھہ آباد کیا جہانپر اب محلہ رزاق پور آباد ہے اور یہ محلہ اوسی کے نام سے موسوم ہوا۔ اوسکا نصب کردہ درخت مہوہ اور اوسکا قبرستان اوسی مسجد متذکرہ صدر کے عین دروازہ پر پورب جانب موجود ہے۔ اس رزاق شاہ کی ذریت مین جوکھو شاہ وسدل وبدل فقیران ہین

+ یہ واقعہ ایک شیخ سید صدرالدین صاحب مرحوم منڈاروی سے تحریر کیا گیا۔

قاضی سلطان محمد کے دو صاحبزادے تھے بڑے صاحبزادے کا نام قاضی سید محمد یوسف اور چھوٹے کا نام شاہ سکندر علی تھا۔ شاہ سکندر علی زیادہ تر تصفیہ باطنی کی طرف متوجہ تھے رات دن اذکار الٰہی سے اونکو کام تھا۔ اہل دنیا سے متنفر قانع و خلوت پسند تھے۔ قاضی سلطان محمد نے اونکے عیال و اطفال کے لئے بطور وجہ معاش ایک قطعہ اراضی کا عطا فرمایا جو چک شاہ سکندر کے نام سے موسوم ہوئی۔ شاہ سکندر علی کی اولاد مین شہامت علی تھے اور عیوض علی و جواد علی و عالم علی وغیرہ کی سکونت موضع کرالی ضلع الہ آباد مین ہے

قاضی محمد یوسف اپنے پدر بزرگوار قاضی سید سلطان محمد کے جانشین و خلیفہ تھے اور خاندان حسامیہ مانکپور مین مرید تھے۔ انشاءاللہ جلد ثانی تاریخ منڈارہ مین مفصل کیفیت قاضی محمد یوسف اور اونکی اولاد کی تحریر ہوگی۔
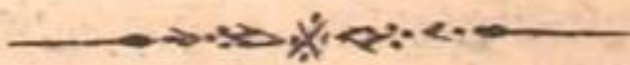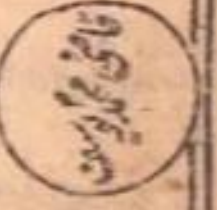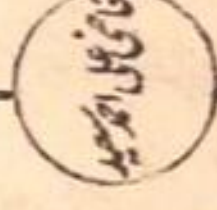
فہرست علما و فضلائے اسلام جو یا تو موجد فن تھے یا اونکو کسی فن خاص مین دستگاہ کامل تھی

علم طب ۔ حکیم ماسویہ رئیس الاطبا ۔ سابور بن سہل ۲۵۵ھ قرابادین مرتب کیا ۔ احمد بن طولون ۲۶۳ھ شفاخانہ اندر جامع مسجد ۔ علی بن عیسی عارضی شفاخانہ دیہات وجبل ۔ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی ۳۱۹ھ امتحان حکمت ۔ ولید بن عبد الملک مہمان خانہ و شفاخانہ کا پہلا بانی ۸۸ھ ۔ عضد دولہ محکمہ حفظان صحت ۔ ابو الخیر و ابو الحسن فن جراحی ابو الصلت پٹی باندھنے و ہڈیونکے جوڑنے مین ۔ ابو النصر بن الرحلی ۔ کحالی ۔ ابوبکر رازی فن طب کا ماہر رے کا انسپکٹر جنرل ۔ فن طب مین اسنے قریب سو کتابونکے تصنیف کی ہین ۔ سنان بن ثابت ۔ ضیاء بن بیطار نباتات کی تصویرین بنائین ۔ یونانیون کی اس فن مین غلطیان نکالین ابن جلجل ۔ نباتات و جڑی بوٹیونکا عالم ۔ بوعلی سینا رئیس الاطبا ابو نصر فارابی ۔ قاضی عیاض مصنف شفا ۔ محمد بن ذکریا کیمیا و نباتات ۔

جغرافیہ ۔ علامہ بشاری ۔ ابو الفرج اصفہانی ۔ ابن الحائک ہمدانی ۳۳۴ھ اسکی کتاب کا ترجمہ بمقام لندن ۱۸۸۴ء ہوا یاقوت حموی مصنف معجم البلدان چار جلدین و مشترک یاقوتی ۔ ابو الفدا ۔ احمد بن یحیی البلادری مصنف فتوح البلدان ۔ علامہ قزوینی مصنف اثار البلاد ۔

منطق و عالم کلام و فلسفہ و ادب ۔ فخر زمان جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۔ صرف و نحو و عروض و قافیہ ۔ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ ۔ ابو الہذیل علاف اوستاد مامون الرشید عباسی ۔ محمد بن محمد بن احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۔ ابو علی سینا صاحب تصانیف کثیرہ ۔ اسکی مشہور کتاب البر والاثم ہے ۔ ابو نصر فارابی مصنف الجمع بین الرائین اور غیر زبانونکا ماہر ۔ علامہ ابن ابن السبکی مصنف طبقات الشافعیہ ۔ علامہ ذہبی ۔ شمس العلما کردی ۔ ابن جوذی امام الحرمین عبد الملک ضیاء الدین مصنف برہان و ارشاد ۔ ابو الحسن اشعری ۔ ابو علی بن ذرعہ ۔ محمد بن عبد اللہ قرطبی ۔

مترجم غیر زبان ۔ حنین بن اسحاق ۔ یعقوب کندی ۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ زبان سریانی و عبرانی کے عالم عبد اللہ بن المقفع ۔ ہلال اہوازی ۔ احمد بن عبد اللہ بن سلام مترجم تورات و صحائف انبیاء ۔ ایوب بن قاسم الرقی

مترجم الیساغوجی - نوبخت - ثابت بن قرة راس المترجمین زبان سریانی مین کتابین تصنیف کین - یحیٰی ابن عدی ابو الفیض فیضی وزیر اکبر مترجم - ابو سعید محمد بن یحیٰی نیشا پوری - سید علی حسن بلگرامی -

علم نجوم وہیئت وریاضی - محمد بن اسمٰعیل تنوخی (یہ ہندوستان مین آیا) حسن بن سہل علی بن تغلب بن ابی ضیاء بعلبکی - اس نے بغداد کے مدرسہ کے دروازہ پر گھڑی بنائی تھی جسمین بارہ دروازہ تھے ہر گھنٹہ کے اختتام پر ایک زرین تپلا دروازہ کے کھلنے پر نکلتا تھا اور گولیون کو تپل کی تھالی مین گرا دیتا تھا جس سے آواز نکلتی تھی - ابن السندی اصطرلاب بنانے مین اوستاد تھا عضدولہ کے لئے چاندی کا کرہ بنایا تھا جسکا وزن تین ہزار درم تھا ابو ریحان بیرونی مشہور ریاضی دان (ہندوستان آیا تھا) محمد بن موسیٰ بن شاکر علم جر ثقیل وریاضی کا ماہر - اسنے زاویونکو تین حصونمین تقسیم کیا سلطان عبد المومن اس نے ایک صندوق بنوایا تھا جسمین کنجی دینے سے رحل نکلتی تھی اور قرآن شریف رحل پر آکر کھل جاتا تھا - موید الدین ریاضی دان ونجاری کا اوستاد شفاخانہ نوریہ نور الدین زنگی کا دروازہ اسکا بنایا ہوا تھا -

تاریخ وسیر وفن رجال مین - محمد بن جریر طبری - ابن خلدون فلسفہ پر تاریخ کی بناڈالنے والا - کامل ابن اثیر - ابن خلکان - ابو الفدا - محمد قاسم فرشتہ - امام ابو حنیفہ کوفی فن رجال کے زبردست ماہر - فقہ وحدیث کے امام - فقہ اکبر - علامہ سمعانی علم نسب ورجال مین مصنف کتاب الانساب - علامہ سیوطی - امام مالک - امام شافعی ابو یوسف - علامہ ابن عساکر دمشقی محدث مصنف تبیین الکذب المفتری - علامہ ابو اسحٰق شیرازی بغدادی - ابو الحکم اسکافی - ابو علی فارسی - فخر الاسلام شاشی - ابو منصور محمد بردی - ابو بکر غربی - علامہ نووی - محمد اسمٰعیل بخاری ابی داود - ابو مسلم ریحانی - محدث مازری -

متفرقات - نور الدین زنگی - صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس - محمد خان فاتح قسطنطنیہ - محمود غزنوی - شہاب الدین غوری - اکبر - اورنگ زیب - نادر - حضرت امیر خسرو - حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ - حضرت نظامی - فردوسی - شمس الدین حافظ - حضرت خواجہ حبیب عجمی - حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ - غوث الاعظم حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانی - حضرت خواجہ معین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ - حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ -

شکر و امتنان

حمد و شکر کہ کتاب مرآۃ جلالی جلد اول اختتام کو پہونچی۔ یہ سادات نقوی البخاری کی مکمل اور معتبر تاریخ ہے۔ اور اس خاندان کی یہ پہلی تاریخی کتاب ہے۔ اگرچہ اسکے علاوہ دو کتابین مظہر جلالی و خزینۃ الجلالی اسکے پہلے سے موجود تھین۔ لیکن وہ ملفوظات یا سوانح عمری ہین کوئی مکمل و باقاعدہ تاریخ نہین ہین۔ لہذا مین نے اس کمی کے پورا کرنے کے لیے تاریخ مرآۃ جلالی کو تاریخ خاندانی کی حیثیت مین ترتیب دیا۔ اسمین جملہ سادات نقوی البخاری کے حالات و کوائف نسب نامے انکی اولاد و اعقاب کا تذکرہ معتبر و مستند تاریخون سے اخذ کرکے تحریر کیا گیا ہے گو اپنی ناقابلیت کی وجہ سے خود مجھے امید نہین تھی کہ مین اس بار عظیم کو اوٹھا سکونگا اور اُسکو اختتام تک پہونچا سکونگا۔ مگر اوسکی توفیق شامل حال ہوئی جس نے کتاب دہر تصنیف کی۔ اور ہر ورق اشجار جسکے کمال صناعی کا ایک دفتر۔

مین اون معاونان کا شکر گذار ہون جنھون نے اس ناچیز تصنیف کی تکمیل مین مجھے مدد دی۔ خاصکر مولوی حافظ سید نور الدین محمد صاحب وکیل منڈاروی و مولانا مولوی محمد فاخر صاحب بیخود الہ آبادی کا شکریہ ادا کرتا ہون جنھون نے اس تاریخ کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا۔ مین مولوی سید طفیل احمد صاحب† مختار عدالت کا احسان بھول نہین سکتا کہ ممدوح کے قیمتی نوٹ و ہدایت پر اس تاریخ کی بنا ڈالی گئی۔ علاوہ اسکے ممدوح کے حوصلہ دلانے والے الفاظ و تحریک کچھ کم قابل قدر نہین ہین۔ مولانا محمد حسین صاحب منڈاروی جو ایک سند یافتہ عالم و طبیب ہین اور قاضی احمد اللہ صاحب کا تہ دل سے ممنون ہون جنھون نے قلمی تاریخ کی کتابین دیکر اس کتاب کو ایک تاریخی حیثیت مین کر دیا۔

کیا اوس فیاض شخص کا مجھپر کوئی احسان ہی نہین جس نے زر کثیر اپنے جیب خاص سے دیکر اسکو طبع کرایا اور کوئی نفع ذاتی اوس سے اس نے نہین اوٹھایا محض اپنے نیک نفسی پاک باطنی سے اس کار خیر کیلئے

† مولوی سید طفیل احمد صاحب منڈاروی ایک خوش تقریر جادو بیان نامی اسپیکر ہین۔ اکثر جلسۂ مسلم لیگ و ایجوکیشنل کانفرنس مین عمدہ تقریرین کین۔ انکے حالات انشاء اللہ جلد دویم تاریخ منڈارہ مین تحریر ہونگے۔

کمربستہ ہوگیا والا مین ہمت ہار چکا تھا نہ میرے پاس سرمایہ تھا کہ مین اسکو خود زر کثیر صرف کرکے طبع کراتا اور نہ قوم مین کوئی ایسا شخص نظر آتا تھا۔ ایسے نازک وقت مین اوس نے مجھے ہمت دلائی کہ آپ کی محنت رائگان نہین جاویگی خدا پر بھروسہ رکھئے انشاءاللہ اسکے طبع کا خرچ مین دونگا۔

اوسی بلند ہمت اور اولوالعزم فیاض کی بلند ہمتی سے یہ کتاب طبع ہوئی۔ وہ عالی خاندان۔ والا دودمان چشم و چراغ سیادت مولوی سید محمد ظفر شاہ صاحب سادات بھکری کے افتخار۔ نمونۂ اجداد و اسلاف ہین مجھے منشی سید فضل رب صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر المخاطب بہ خانصاحب کا ممنون ہونا چاہیے جنھون نے فردوسی کی ایسی میری قدردانی فرمائی خدایا اس تاریخ کو قبولیت کا جامہ عطا فرما اور اسکو مقبول عام کر اور اس سے مسلمانان عالم کو دینی فائدہ ہو جیساکہ میرا مقصد ہے۔ آمین۔

خلیل احمد منڈاروی
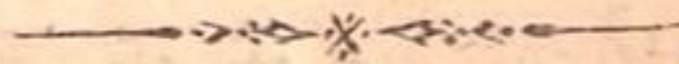
تقریظ دلپذیر عالم منقول و معقول حاوی فروغ و اصول مولوی محمد حسین صاحب منڈاروی

تحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تاریخ مراۃ الجلالی اپنی موضوعیت مین ایک نہایت قابل قدر و انمول خزانہ ہے۔ جس سے مولف شکر اللہ سعیہ کی لیاقت اور تجر علمی ظاہر ہو رہا ہے۔ ایسے وقت مین جبکہ علم الانساب کی کساد بازاری ہے۔ اس کتاب کی تالیف سے حضرت مولف نے فی الحقیقت اون حضرات پر جنکو علم الانساب و ما یتعلق بہ سے قلبی ذوق ہے ایک گران بہا احسان کیا ہے بالخصوص سادات بخاری اور نیز اون حضرات پر بھی جنکے انساب ضمناً مذکور ہین۔

یہ عزیز الوجود تصنیف اپنے سلاست عبارت اور حلاوت مضامین سے بھی مصنف کی جودت ذہنی اور قادر الکلامی ظاہر کرتی ہے۔

مصنف ممدوح نے مراعات تحقیق و تنقیح کو بھی نظر انداز نہین کیا بلکہ تنقید روایات اور تحقیق واقعات مین نہایت حزم و احتیاط سے کام لیا ہے اور کہین کہین جو مضامین تبصرۃً لکھے گئے ہین اوس سے مصنف کی متانت رائ و زرمانہ شناشی کے جوہر کالنجوم فی السماء تابان و درخشان ہین۔

حضرات بخاری اس بے بہا تصنیف کی جسقدر احسانمندی و شکر گذاری کے ساتھ خیر مقدم کرین وہ حق بجانب ہوگا

محمد حسین منڈاروی

تقریظ دلپذیر عالم باعمل صوفی بے بدل واعظ جناب مولانا مولوی محمد فاخر صاحب بیخود الآبادی

نظر فریب کتاب است دلربا تحریر	بہ چشم دیدہ وران میشود از و تنویر

قاضی سید خلیل احمد صاحب بخاری انسپکٹر منڈارہ بزرگون کے حالات و نسب کے تحقیق مین خاص دلچپی

رکھتے ہین۔ صرف اپنے ہی اجداد کے کوائف وحالات کے علم کا شوق اونکو نہین ہے۔ بلکہ جہانتک ہو سکتا ہے اور انہین جتنا موقع ملتا ہے اس بانتیجہ ومفید کام مین وقت صرف کرتے ہین۔ مبارک ہین وہ لوگ جو اپنے انفاس زندگی کو کسی ایسے کام مین صرف کرین جس سے دوسرے بندگان خدا بھی مستفید ہون۔ شرف نسب اور خوبی حسب اگر دونون یکجا ہو جائین تو سونا اور سہاگہ۔ ورنہ یہ مانی بات ہے کہ جاہل کا بیٹا عالم۔ بدصورت کی اولاد حسین۔ کمزور کے بچے قوی۔ غریب کے اخفاد دولتمند ہو سکتے ہین۔ لیکن بدنسل شریف النسب نہین ہو سکتے اسلئے اگلے ارباب نسب نامون اور تذکرونکے تصنیف سے تحفظ نسب کا انتظام کرتے آئے ہین۔ ہمارے زمانہ مین علاوہ نسب کے تاریخی احوال سے بھی لوگونکو دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اور اُردو زبان چاہتی ہے کہ اومین ہر قسم کا ذخیرہ ہو جاے۔ اسلئے مراۃ الجلالی کا اُردو مین اور پاکیزہ اُردو مین تصنیف ہونا تاریخ اور ملکی زبان دونونکی خدمت ہے۔ مین نے اس کتاب کو باے بسم اللہ سے تاے تمت تک دیکھا محاسن سے مملو و معائب سے اپنے خیال مین پاک پایا۔ اللہ پاک ان بزرگونکے ارواح مقدسہ کے طفیل مین کتاب اور مصنف دونونکو مقبول انام بنائے آمین

قطعہ تاریخ

خلیل احمد انسپکٹر مبارک	کہ تم ہو مفخر ذات بخاری
لکھی کیا خوب یہ تاریخ تم نے	ہوے روشن کمالات بخاری
سنو بیخود سے یہ مصرع تاریخ	چھپا احوال سادات بخاری

۱۳۳۷ھ
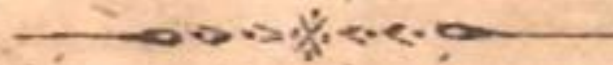
نظم دلپذیر جناب مولانا مولوی سید عبد السمیع صاحب وکیل ضلع بستی وماده تاریخ

از نتیجۂ فکر مولوی حافظ سید نور الدین محمد صاحب بخاری منڈاروی وکیل ضلع بستی

خلیل آراست این گلدستۂ تاریخ روح افزا ❊ گلستانے بہ رنگینی چمن زارسے بہ شادابی

طرازے داد خوش از نسب و سیر تہاے پیشینیان ❊ ہمش تشریح ارحامی ہمش تصریح اصلابی

عیان بنوشت اسباب ترقیہاے قومی را ❊ ہم اسباب تنزلہا ز دور چرخ دولابی

غرور ا مایۂ ناز آمد انداز بیان او ہا ❊ بسفت او گوہر حالِ سلف در سلک ابوابی

نظارت ہا کہ جوید دیدہ می جوشد ز غنوانش ❊ ہر آن لطفے کہ دل داند ہمانا اندرو یابی

مرتب شد با حسن وجہ چون این نسخہ زیبا ❊ پے سالش دلم گرم تقاضا شد بہ بیتابی

نوشتم اکمل التاریخ سال بدو تالیفش ❊ پے تکمیل او کردم رقم تاریخ انسابی

۱۳۳۴ ❊ ۱۳۳۵

ایضاً رباعی

این جام جہان نماست بنگر ❊ خوش کرد رقم خلیل تاریخ

بہر سن طبع ہاتف غیب ❊ فرمود کہ بے عدیل تاریخ

۱۳۳۴ھ

ایضاً اردو

سید خلیل احمد بے شبہ و بے عدیل ❊ رشک کلام عسجدی و غیرت قتیل

آئینہ جلالی لکھی ہے جو اک کتاب ❊ تاریخ کی مد ہے معانی کی وہ کفیل

منقول جستہ جستہ ہے معقول فرد فرد ❊ مہمل نہ لفظ ہے نہ کوئی حرف ہے ثقیل

اے طبع آمد تناسب پہ رکھ نظر ❊ گلزار ہے کتاب تو تاریخ ہو خلیل

دل میرا تھا بہت متفکر کہ ناگہان ❊ آئی صدائے غیب کہ تاریخ بے عدیل

۱۳۳۴

پچھم
مسجد قناتی
یہ مزار موضع پرسکھی پرگنہ کرہ مین ہے
نقشہ جامع مسجد کوہ انعام جسکو حضرت قاضی سید حسام الدین حسن بخاری نے
مین بتخانہ توڑکر تعمیر کیا
اس پتھر پر تاریخ تعمیر کندہ ہے
پورب